۷۸۶

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

القول المقبول
فی
بنات الرسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ،

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جاہل شیعوں میں یہ مسئلہ معرکۃ الآراء سمجھا جاتا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں یا ایک، حالانکہ متقدمین ومتاخرین تمام شیعہ علماء مجتہدین متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ یہ پیٹ کے پجاریوں، ذاکروں، مرثیہ خوانوں کی شرارت ہے کہ شیعہ وسنی نزاع پیدا کرکے اس متفق علیہ مسئلہ کو بھی نزاعی مسئلہ بنادیا۔

تنبیہ ﴿ عام طور پر شیعہ، اہلسنّت سے چار صاحبزادیوں کے متعلق چند سوالات کرتے ہیں جن سے سنی عوام بے خبری کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کی سہولت کے لئے چار صاحبزادیوں کے متعلق ایک نقشہ پیش کیا جاتا ہے جس سے شیعہ ذاکر کو بہکانے کا موقعہ نہیں مل سکے گا۔

کوائفِ بنات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اسم مبارک ﴿ حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تاریخ ولادت ﴿ دس برس قبل نبوت یعنی ہجرت سے ۲۲ سال پہلے۔

شوہر کا نام ﴿ حضرت ابوالعاص جو محرم ۷ ہجری میں اسلام لائے۔

سالِ نکاح ﴿ قبل نبوت

تاریخ وفات ﴿ ۸ ہجری بعمر ۳۰ سال

اولاد ﴿ حضرت علی بن ابوالعاص وامامہ نواسگانِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اسم مبارک ۲ ﴿ حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تاریخ ولادت ﴿ نبوت سے سات سال قبل یعنی ہجرت سے ۱۱ سال پہلے۔

شوہر کا نام حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سالِ نکاح ۵ نبوی سے پہلے مکہ میں یعنی ہجرتِ حبشہ سے قبل۔

تاریخ وفات رمضان ۴ ہجری تحریف یا اس کے حج میں بعمر ۲۱ سال (۳ ہجری میں)

اولاد حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آٹھ برس میں فوت ہوئے۔

اسمِ مبارک ۳ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تاریخ ولادت ۶ برس قبل نبوت یعنی ہجرت سے ۱۸ سال قبل

شوہر کا نام حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سالِ نکاح ربیع الاول ۳ ہجری بحکم خدا

تاریخ وفات شعبان ۹ ہجری بعمر ۲۱ سال

اولاد کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اسم مبارک ۴ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شوہر کا نام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سالِ نکاح (۲ ہجری ذی الحجہ) ۱۵ رجب المرجب ۱ ہجری بعمر ۱۱ برس

تاریخ وفات (۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری) ۳ جمادی الآخریٰ ۱۱ ہجری بعمر ۱۸ ابرس

اولاد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (خالاؤں کے نام پر)

تمہید

جو بھی کسی گھر کا ایک فرد ہو اور گھر کے مالک کو اس فرد سے محبت بھی ہو اسے اس کے گھر سے خارج کرنے والے کو اس گھرانے کا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ میرے آقا، سب کے مولیٰ، خدا کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ازواجِ مطہرات اور اولاد سب سے پیار تھا اور ایسی محبت کہ ان کی معمولی بے ادبی و گستاخی کرنے والے کو جہنم رسید سمجھا جاتا تھا۔ ایک نہیں متعدد واقعات شاہد ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات اور اولاد (بچے بچیاں، نواسے نواسیاں) کے مخالف سے اظہارِ ناراضگی فرمایا۔ ابن سبا کی فریب خوردہ ذریت شیعہ تعصب میں اس قدر بڑھتی گئی ہے کہ زباں سے تو اپنے آپ کو اہلِ بیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شیعہ (گروہ) سے ظاہر کرتی ہے مگر عمل اس کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اہلِ بیت سے ازواج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں اور دستور بھی یہی ہے، فارسی میں ''اہلِ خانہ'' اور اردو میں ''گھر والے'' الفاظ خاص بیویوں کے لئے مستعمل ہیں مگر یہ لوگ تعصب سے اولاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خارج کرتے ہیں۔ شیعوں کی حدیث کی کتابوں، تاریخوں وغیرہ میں شروع سے لے کر اخیر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہی مذکور ہیں مگر اب انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامادوں سے دشمنی اور ان کے اسلامی کارناموں پر پانی پھیرنے کی نیت سے کہنا شروع کر دیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی صرف ایک ہی تھی اور باقی نعوذ باللہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ربائب (پچھلگ) تھیں۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد غیر کی بتانا ظلمِ عظیم ہے۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی

فقیر کو ارادہ ہوا کہ قرآنِ حکیم اور سنی و شیعی کتب سے ثابت کروں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں اگر چہ متقدمین ومتاخرین شیعوں کی تمام کتابیں اس حقیقت کی معترف ہیں مگر تعصب کو خدا غارت کرے کہ یہ حق بین آنکھ کو حق بینی سے محروم کر دیتی ہے۔

فقیر یہ سطور پیش کرنے کی جراٗت کرتا ہے، خدا کرے کسی نیک فطرت بندہ کو مطالعہ کے بعد حق قبول کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

بجاہِ النبی الکریم الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

غربت کدہ حامد آباد ضلع رحیم یار خان۔ ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ

مقدمہ

معمولی سے معمولی باغیرت انسان جانتا ہے کہ کسی کی اولاد کو خصوصاً لڑکی کو کسی غیر کی طرف منسوب کیا جائے تو اس دلی دکھ پہنچتا ہے اور وہ اس بات کو اپنے لئے غیر معمولی ہتک اور توہین سمجھتا ہے اور یہ بات بدیہیات سے ہے کہ کسی عام آدمی کے لئے کہہ دیا جائے بخلاف اس کے کہ کسی کی اولاد یا لڑکی کو اپنی لڑکی کہہ دیا جائے یا اپنی طرف منسوب کیا جائے اگر منسوب الیہ یا داعی ذی وجاہت ہو تو الٹا اولاد کو اِس سے فخر و ناز محسوس ہوتا ہے اگر فی الواقع ایسا نہ ہو تو منسوب الیہ کو ناراضگی تک نہیں ہوتی خصوصاً جبکہ کہنے والے کو تحقیق نہ ہو اور لاعلمی میں ایسے ہی کہہ دے۔

شیعہ حضرات جن میں غیرت وعزت ہے وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر نہایت محبت وٹھنڈے دل سے سوچیں کہ سرکار مدینہ، عرب وعجم کے تاجدار، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں قرآن وحدیث کے علاوہ خود محققینِ شیعہ کی کتابوں سے ثابت

ہیں ایک معمولی ذاکر اور جاہل واعظ کے کہنے پر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسی شخصیت سے ان کی صاحبزادیوں کا انکار کیا جائے تو انصاف کے ساتھ جواب دیجئے کیا یہ بات حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار گزرے گی یا نہیں جبکہ ہمارا تمہارا مسلم عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری ہر بات سے باذنہٖ تعالیٰ باخبر ہیں۔ جب یہ بات مسلم ہے تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ مبارک کو دوسروں کی طرف منسوب کرنا جہالت اور ضلالت نہیں تو اور کیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی باتیں نہ کیا کریں کہ جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچے اور جس بات سے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا پہنچے وہ موجبِ لعنت ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ۝ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۷)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا موجبِ لعنت اور عذاب ہے اس سے اور کیا ایذا ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو ان سے جدا کر کے دوسروں کی طرف منسوب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے اور حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باب اوّل

اگر چہ شیعہ کو ہمارے اس قرآنِ مجید پر ایمان نہیں بلکہ اسے صحیفہ عثمانیہ کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں، حقیقی قرآن اس کو مانتے ہیں جو امام مہدی کے پاس ہے جو غار میں ڈر کے مارے چھپا کر بیٹھے ہیں۔ اس قرآن پر ایمان نہ ہونے کا ثبوت ''کلید مناظرہ'' اور رسالہ ''الانصاف'' مصنفہ شیعہ مولوی احمد علی امرتسری کا مطالعہ کیجئے لیکن چونکہ بوقتِ مناظرہ اور عوام کے لئے قرآن کا حوالہ مانگتے ہیں فلہذا حاظر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَ بَنَاتِکَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ۔

ترجمہ: اے نبی! تم اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو کہ وہ اپنی چادروں سے گھونگٹ نکال لیا کریں۔

(پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۹، ترجمہ مولوی مقبول احمد شیعہ، صفحہ ۶۸۰، مطبوعہ دہلی)

فوائد

۱۔ شیعہ مصنفہ کے ترجمہ سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں تین سے زائد ہیں جیسا کہ شیعہ کے ترجمہ میں لفظ بیٹیوں سے ظاہر ہے کہ ''بنات'' کا ترجمہ ہے۔

۲۔ آیۂ مبارکہ میں تین لفظ جمع وارد ہوئے ہیں۔ ''ازواج، بنات، نساء المومنین'' قواعد عربیہ کے لحاظ سے صیغۂ جمع سے کم از کم تین افراد مراد لینا حقیقی معنی ہے اور لفظ جمع بول کر ایک فرد مراد لینا مجاز ہے اور مجاز[1] وہاں پر بولا جاتا ہے جہاں حقیقت متعذرہ ہو۔ آیت مذکورہ میں لفظ ''بنات'' سے فردِ واحد (جو مجاز ہے) اور باقی دو لفظوں ''ازواج، نساء'' سے افراد کثیرہ

---

[1] اس کی تحقیق فقیر کی کتاب ''القول المؤید'' کا مطالعہ ضروری ہے۔ اُویسی غفرلہ

مراد لینا بلاغتِ قرآنیہ کے خلاف ہے۔ اس آیت میں تمام بیویاں، تمام بیٹیاں اور مومنین کی تمام عورتیں مراد ہیں۔ ثابت ہوا کہ ازواج اور نساء المومنین کی طرح درمیانی لفظ بنات بھی جمع ہیں نہ کہ واحد ورنہ بنت ہوتا، چونکہ بنات کا لفظ مضاف بسوئے ''ک'' ہے جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ آپ اپنی بیٹیوں سے فرمائیے۔ اگر بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد مراد ہوتی تو ''بناتک'' کے بجائے ''بنات زوجک'' ہوتا۔ واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی اور حقیقی لڑکیاں متعدد تھیں اور اگر ''بنات'' جمع سے ایک لڑکی مراد لی جائے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ جمع برائے تعظیم ہے تو ازواج سے ایک بیوی اور ''نساء المومنین'' سے مراد ایک مومن کی عورت ہونا چاہیے حالانکہ یہ بالاتفاق صحیح نہیں۔

غور کیجئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو اس جگہ مخاطب ہیں ان کے قل واحد اور ک ضمیر واحد استعمال ہوا اور صرف ایک صاحبزادی کے لئے تعظیماً صیغۂ جمع، حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (مخاطب) زیادہ مستحقِ تعظیم ہیں۔

ویسے بنت کا حقیقی معنی بھی یہی ہے کہ اپنی پشت سے متعلق ہو چنانچہ مولوی نوری طبرسی جو امام الطائفۃ الشیعہ ہے اپنی تفسیر مجمع البیان پر لکھتا ہے

''وبناتکم'' أی ونکاح بناتکم وکل امرأۃ رجع نسبھا الیک بالولادۃ بدرجۃ او درجات باناث رجع نسبھا الیک بذکر فھی بنتک

یعنی وہ اور تمہاری بیٹیاں یعنی تمہاری بیٹیوں کا نکاح تمہارے لئے حرام ہے بنت ہر اس عورت کو کہا جاتا ہے جس کا نسب ولادت کے ساتھ تیری طرف رجوع کرے یا پوتی وہ بھی بیٹی ہے۔

اگرچہ قرآنی آیت کے بعد کسی حوالہ کی ضرورت نہیں لیکن چونکہ غبی المزاج کے سامنے جب تک تصریحات نہ ہوں وہ نہیں مانتا البتہ ضدی المزاج انسان کو تصریحات کیا بدیہیات بھی

غیر کافی، شیعی روایات سے قبل سنی روایات پیش کرتا ہوں تا کہ مناظر اہلسنت اپنے مطالعہ کی وسعت کے لئے شیعہ ذاکر کے سامنے تاریخی پہلو تحقیق سے بیان کر سکے۔ چند روایات حاضر ہیں

(۱) ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ“ میں ہے

ولد له القاسم، والطيب، والطاهر، من خديجة فماتوا صغارا، وولد له إبراهيم من مارية القبطية، فمات أيضا رضيعا، وكان له من خديجة أربع بنات: زينب، ورقية، وأم كلثوم، وفاطمة، رضي الله عنهم أجمعين، فمات في حياته ثلاث وتأخرت فاطمة حتى أصيبت به، صلوات الله وسلامه عليه، ثم ماتت بعده لستة أشهر۔

(تفسير ابن كثير، سورة الاحزاب، آیت ۴۰، الجزء السادس، الصفحة ۴۲۸، دار طيبة الرياض)

قاسم، طیب، طاہر تین بچے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک بچہ ہوا جس نام حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا لیکن یہ دودھ پلانے کے زمانے میں ہی انتقال کر گئے۔ آپ کی لڑکیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چار تھیں۔ زینب، رقیہ، اُم کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ اجمعین۔ ان میں سے تین تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں انتقال فرما گئیں، صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چھ ماہ بعد ہوا۔

(۲) ولد له صلى الله عليه وسلم من خديجة رضى الله تعالى عنها قبل البعثة: القاسم، وهو أول أولاده

وھو أول من مات من ولده قبل البعثة، ثم ولدت قبل البعثة أيضا زينب، ثم رقية، ثم فاطمة، ثم أم كلثوم رضی اللّٰہ تعالی عنھن۔

(السیرة الحلبیة، باب ذکر اولادہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم، الجزء الثالث، الصفحة ۴۱۳، المطبع العایرة الزاھرہ مصر)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئے۔ یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے قبل پہلے وفات پانے والے تھے پھر اعلانِ نبوت سے پہلے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں بی بی زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ اور پھر اُم کلثوم پیدا ہوئیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

(۳) مواہب اللدنیہ، جلد ۱، صفحہ ۲۵۴

(۴) زرقانی شرح مواہب، جلد ۳

(۵) فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر ہیتمی، صفحہ ۹۶، مطبوعہ مصر

(۶) استیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد ۱، صفحہ ۲۲ و جلد ۷، صفحہ ۳۲ و جلد ۲، صفحہ ۷۱۸، مطبوعہ مصر

(۷) مدارج النبوۃ شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جلد ۲، صفحہ ۴۵۰

(۸) اصابہ فی تمیز الصحابہ، جلد ۸، صفحہ ۸۳، زیر لفظ رقیہ، مطبوعہ کلکتہ

(۹) الثغور الباسمہ فی مناقب سیّدتنا فاطمہ، للعلامہ جلال الدین سیوطی، صفحہ ۱۵

(۱۰) کشف الغمہ جمیع الائمہ، الشیخ عبدالوہاب شعرانی، جلد ۲، صفحہ ۱۶۹

(۱۱) عینی شرح بخاری، باب من حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ الخ، جلد ۲، صفحہ ۴۹۸)

(۱۲) جواہر البحار علامہ یوسف نبہانی، جلد ۱، صفحہ ۱۹۴

(۱۳) ترغیب المشتاقین، للعلامہ برزنجی، صفحہ ۲۴، مطبوعہ مصر

(۱۴) سیرۃ ابن ہشام، جلد ۱، صفحہ ۲۰۶

(۱۵) تاریخ کامل لابن اثیر، جلد ۲، صفحہ ۱۴

(۱۶) تاریخ طبری، جلد ۱، صفحہ ۳۵

(۱۷) طبقات ابن سعد، جلد ۱، صفحہ ۳۳ و جلد ۸ صفحہ ۲۱ و جلد ۸ صفحہ ۱۶

(۱۸) البدایہ والنہایہ، جلد ۲ صفحہ ۲۹۴ و جلد ۵ صفحہ ۳۰۶ و جلد ۵ صفحہ ۳۰۷ و جلد ۵ صفحہ ۳۰۸

(۱۹) تاریخ ابن عساکر، جلد ۱، صفحہ ۲۹۲

(۲۰) بیہقی شریف، جلد ۷ صفحہ ۷۰

(۲۱) المستدرک، جلد ۴، صفحہ ۴۲ تا ۴۴

(۲۲) بخاری شریف جلد اوّل، صفحہ ۲۴

ان سب مذکورہ روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو فرزند یا تین فرزند یا چار فرزند (علیٰ اختلاف الروایات) تھے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوئے اور باقی اولادیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔ فرزندوں میں اختلاف مگر بنات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کسی کا اختلاف نہیں۔

ان بائیس روایات سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں۔ فقیر نے تجربہ کیا ہے کہ مخالف نہ قرآن مانتا ہے نہ حدیث، البتہ اپنے مسلک کی عبارات کو آنکھوں پر ملتا ہے۔ چنانچہ شیعہ روایات حاضر ہیں۔

شیعہ روایات

۱۔ فروع کافی (معتبر کتاب شیعہ) کتاب العقیقہ، باب فضل البنات، مطبوعہ طہران، جلد۲، صفحہ۸۲ میں ہے

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ علیہ السلام قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم اَبَا بَنَاتٍ

یعنی امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی کئی لڑکیوں کے باپ تھے۔

۲۔ جارود ابن منذر لڑکی کی پیدائش کو معیوب خیال کرتا تھا تو امام جعفر نے فرمایا کہ

قَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم اَبَا بَنَاتٍ

(فروع کافی، جلد۲، صفحہ۸۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی کئی لڑکیوں کے باپ تھے۔

یہ الفاظ آپ نے واقع کے لئے فرمائے تھے کہ آپ خود بنات (لڑکیوں) کے باپ تھے نہ کہ بنت بصیغہ واحد۔

۳۔ فروع کافی، کتاب النکاح، باب السنة فی المھور، جلد۵، صفحہ۲۲۷، مطبوعہ منشورات الفجر بیروت میں ہے

عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِیْسٰی، عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ قَالَ اَبِیْ: مَازَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ سَائِرَ بَنَاتِہٖ وَلَا تَزَوَّجَ شَیْئًا مِنْ نِسَائِہٖ عَلٰی اَکْثَرَ مِنِ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ اُوْقِیَّۃً

حماد بن عیسیٰ روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میرے باپ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تمام صاحبزادیوں اور اپنی بیویوں کے نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں فرمائے۔

فائدہ﴾ لفظ ”بنات“ خود بھی جمع ہے اور ”سائر“ کا لفظ زیادہ واضح کرتا ہے کہ آپ کی لڑکیاں ایک سے زائد تھیں اور ”بنات“ کے ساتھ ضمیر ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک سے زائد تھیں۔

عن أبی عبد اللّٰہ علیہ السلام قال :دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم منزلہ فإذا عائشة مقبلة علی فاطمة تصایحھاوھی تقول :واللّٰہ یابنت خدیجة ما ترین إلا أن لامک علینا فضلا وأی فضل کان لھا علینا ما ھی إلا کبعضنا ، فسمع مقالتھا فاطمة فلما رأت فاطمة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ بکت فقال لھا :ما یبکیک یا بنت محمد ؟ قالت :ذکرت امی فتنقصتھا فبکیت ، فغضب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و آلہ ثم قال :مہ یا حمیرا فإن اللّٰہ تبارک وتعالی بارک فی الولود الودود وإن خدیجة رحمھا اللّٰہ ولدت منی طاھراً وھو عبد اللّٰہ وھو المطھّر ، وولدت منّی القاسم وفاطمہ ورقیّة واُمّ کلثوم وزینب وأنت ممن أعقم اللّٰہ رحمہ فلم تلدی شیئاً۔

(کتاب الخصال لابن بابویہ ، باب السبعة،الجزء الثانی، الصفحة ۴۰۵، طبع قم)

ترجمہ: حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت کدہ میں تشریف لائے تو اچانک حضرت عائشہ، حضرت فاطمہ کے سامنے کھڑی تھی اور اس کو ڑلا رہی تھی۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں خدا کی قسم اے خدیجہ کی بیٹی فاطمہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تیری ماں کو ہمارے اوپر کوئی فضیلت نہیں تھی

اور اسے فضیلت کس بات کی ہو وہ تو ہماری جیسی اور ہم میں سے تھی۔ حضرت فاطمہ یہ بات سن رہی تھی، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو رو پڑی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی تجھے کس نے رلایا، عرض کیا اس عائشہ نے میری والدہ کا ذکر کیا اور اس کی تنقیص کی اسی وجہ سے مجھے رونا آ گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات سے غصہ آ گیا اور فرمایا چھوڑ اے حمیرا اللہ تعالیٰ نے برکت دی ہے خدیجہ سے میری پست سے دو بیٹے جنے طاہر جس کا نام عبداللہ اور قاسم اور میری پشت سے چار لڑکیاں جنیں جن کا نام زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن ہے اور تو ان عورتوں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بانجھ بنایا اور تو نے کچھ بھی نہیں جنا۔

فائدہ ﴾ لفظ ”ولدت منّی القاسم وفاطمه ورقيّة الخ“ سے شیعہ عبرت پکڑیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشت کی چار بیٹیاں بیان فرمائیں اور پھر حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی کہ جن کا فرمان فرمانِ حق ہے۔

سوال ﴾ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”دخل رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم“ کہا ہے، کیا حضرت جعفر نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا۔ درمیان میں جس حدیث کا راوی نہ بیان کیا جائے وہ منقطع ہوتی ہے اور حدیث منقطع قابلِ حجت نہیں ہوتی چنانچہ تمہاری (اہلسنّت) کی تمام اُصولِ حدیث کی کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے۔

جواب ﴾ شیعہ ذاکر بڑے عیار ہوتے ہیں جب مطلب برآری کی باری آتی ہے تو پھر اپنا مذہب بھول جاتے ہیں۔ سنیں ہمارے اُصولِ حدیث کا قانون صحیح ہے لیکن ہم نے اپنے اصول کے مطابق چار صاحبزادیوں کا ثبوت دے دیا ہے اب تم اپنے اُصولِ حدیث شیعہ کی بات کرو۔ کیا تمہارے مذہب شیعہ میں حدیث منقطع حجت ہے یا نہیں۔ اگر تمہیں اپنا مذہب

یاد نہیں تو لوحوالے یاد کرلو۔

عن هشام بن سالم وحماد بن عثمان وغيره قالوا :سمعنا أبا عبدالله عليه السلام يقول :حديثي حديث أبي، وحديث أبي حديث جدي، وحديث جدي حديث الحسين، وحديث الحسين حديث الحسن، وحديث الحسن حديث أمير المؤمنين عليه السلام وحديث أمير المؤمنين حديث رسول الله صلى الله عليه وآله وحديث رسول الله قول الله عزوجل۔

ہشام وغیرہ نے کہا کہ ہم نے حضرت جعفر صادق سے سنا، فرماتے تھے کہ میری حدیث میرے باپ محمد باقر کی حدیث ہے اور ان کی حدیث حضرت حسین کی حدیث ہے اور ان کی حدیث حضرت حسن کی حدیث ہے اور ان کی حدیث حضرت علی المرتضیٰ کی حدیث ہے اور ان کی حدیث حضرت محمد مصطفیٰ کی حدیث ہے اور ان کی حدیث اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

الصافی شرح اُصول کافی، جلد اول، صفحہ ۱۱۷ میں ہے

مراد انیست کہ حدیث مرا از ہر کدام کہ خواہی نقل می توانی کرد و احتیاج بذکر واسطہ نیست چہ حدیث ما محض نقل است و خود رائی دراں نیست

ترجمہ: یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ میری حدیث جہاں سے نقل کرلو کسی واسطہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ہماری حدیث محض نوقل ہی ہے اور اس میں خود رائی نہیں ہوتی۔

بتائیے!!! شیعہ صاحبان کہ ایک طرف تو تمہارے مذہب شیعہ میں حدیث منقطع قابلِ حجت ہے، دوسری طرف حضرت جعفر صادق اور حضرت باقر اور حضرت زین العابدین اور حضرت حسین اور حضرت حسن اور حضرت علی اور حضرت محمد مصطفیٰ اور خود اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا ارشاد سنائے اور تم ایک کے قائل بنو، بتاؤ تم کون ہوئے، ائمہ معصومین کا کہنا یا ان ذاکرین پیٹ کے پجاریوں کا جنھوں نے تمہیں اپنے ائمہ

معصومین کے ارشاداتِ گرامی کو قبول کرنے سے محروم رکھا۔

قال حدثني جعفر بن محمد، عن أبيه قال ولد لرسول الله صلى الله عليه وآله من خديجة القاسم، والطاهر، وأم كلثوم، ورقية، وفاطمة، وزينب. فتزوج علي عليه السلام فاطمة عليها السلام، وتزوج أبو العاص بن ربيعة وهو من بني امية زينب، وتزوج عثمان بن عفان أم كلثوم ولم يدخل بها حتى هلكت، وزوجه رسول الله صلى الله عليه وآله مكانها رقية۔

(قرب الاسناد لابی العاص بن جعفر الحمیری، صفحہ ۸)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد حضرت امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پیدا ہوئی قاسم، طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور رقیہ، فاطمہ، زینب، ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ پھر نکاح کیا علی نے فاطمہ سے اور نکاح کیا ابو العاص نے حضرت زینب سے اور نکاح کیا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے، دخول نہیں ہوا کہ فوت ہوگئیں تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہ کا نکاح کر دیا۔

فائدہ﴾ شیعہ قوم سوچے کہ ان کی صحیح حدیثیں اور امام جعفر صادق اور حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کا اقرار کرتے ہیں لیکن ان کے ذاکر اور مرثیہ خواں واعظ انہیں دھوکہ دے کر صرف ایک صاحبزادی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ شیعہ صاحبان سوچ کر فیصلہ فرمائیں کہ حضراتِ ائمہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول حق ہے یا پیٹ کے پجاری ذاکروں اور مرثیہ خوانوں واعظوں کا۔

عن أبي بصير، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ولد لرسول الله صلى الله عليه وآله من خديجة القاسم والطاهر وهو عبد الله، وأم كلثوم، و

رقية ، وزينب ، وفاطمة وتزوج علي ابن أبي طالب عليه السلام فاطمة عليها السلام ، وتزوج أبو العاص بن الربيع وهو رجل من بني امية زينب ، وتزوج عثمان بن عفان ام كلثوم فماتت ولم يدخل بها ، فلما ساروا إلى بدر زوجه رسول الله صلى الله عليه و آله رقية۔

(خصال لابن بابویہ، جلد۲، صفحہ ۳۷)

ابوبصیر امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ حقیقی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئی۔ قاسم اور طاہر ان کا نام عبداللہ، ام کلثوم اور رقیہ اور زینب اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ نکاح کیا علی نے فاطمہ سے اور نکاح کیا ابوالعاص ابن ربیع نے اور وہ بنی امیہ سے تھا حضرت زینب سے اور نکاح کیا عثمان نے ام کلثوم سے پھر وہ فوت ہوئیں ان سے دخول نہیں ہوا پھر وہ جنگِ بدر کی طرف چلے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رقیہ سے نکاح کر دیا۔

فائدہ﴾ ''ولد لرسول اللہ'' میں لام تخصیص کی ہے جس سے اپنی حقیقی اولاد کا ثبوت ہے اور حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے لیکن شیعہ قوم سے ذاکر اور مرثیہ خوان ایسی روایات چھپاتے ہیں۔ ذرا شیعہ صاحبان ہماری عرض مان کر ان سے مذکورہ حوالہ جات کی کتابیں اُٹھوا کر ذاکروں اور واعظوں، مرثیہ خوانوں کے سامنے کسی غیر مذہب کے عربی دان سے عبارات پڑھا کر اس کا ترجمہ کرائیں پھر دیکھئے ذاکروں اور واعظوں، مرثیہ خوانوں کا بھانڈا چوراہے پر پھوٹتا ہے یا نہیں لیکن یہ کام کوئی اہلِ انصاف شیعہ ہی کر سکتا ہے ورنہ عوام کو تو ذاکروں اور مرثیہ خوانوں، واعظوں سے اپنے پنجہ میں ایسے پھنسایا ہوا ہے کہ الٹا ہماری عرض کو نہ صرف ردی کی ٹوکری میں ڈالتے ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ ملا کر ہمیں بھی سبّ وشتم سے نوازتے ہیں۔ دیکھئے ہماری اس گزارش کو کون مردِ

مولیٰ عملی جامہ پہناتا ہے۔

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خَلِيْفَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَام فَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقُمِّيِّيْنَ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ أَتُصَلِّي النِّسَاءُ عَلَى الْجَنَازَةِ؟ قَالَ فَقَالَ: أَبُوْعَبْدِاللّٰهِ عليه السلام إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه و آله كَانَ فِيْمَا هَدَرَ دَمَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، وَحَدَّثَ حَدِيْثًا طَوِيْلًا، وَإِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه و آله تُوُفِّيَتْ وَإِنَّ فَاطِمَةَ عليه السلام خَرَجَتْ فِي نِسَائِهَا فَصَلَّتْ عَلَى أُخْتِهَا۔

(الاستبصار فيما اختلف من الاخبار، كتاب ابواب الصلاة على الاموات، باب الصلاة على جنازة معا امراة، الجزء الاول، الصفحہ ۲۸۶، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان)

یزید بن خلیفہ نے کہا کہ میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا تو ایک قمی آدمی نے سوال کیا کہ حضرت کیا عورتیں نمازِ جنازہ پڑھ سکتی ہیں۔ راوی نے کہا کہ حضرت امام جعفر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مغیرہ بن ابی العاصل کے خون ضائع ہونے کی بات فرمارہے تھے، اس پر آپ نے لمبی حدیث بیان فرمائی اور فرمایا حضرت زینب بنت نبی علیہ السلام فوت ہوئی اور یقینی بات ہے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے عورتوں کے ساتھ اپنی بہن پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

وَمَاتَ عَبْدُالْمُطَّلِبِ وَلِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَآلِهٖ نَحْوُ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَتَزَوَّجَ خَدِيْجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِيْنَ سَنَةً، فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامِ الْقَاسِمُ، وَرُقَيَّةُ، وَزَيْنَبُ، وَأُمُّ كُلْثُوْمٍ، وَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَةُ عليها السلام وَرُوِيَ أَيْضاً أَنَّهُ لَمْ يُوْلَدْ بَعْدَ الْمَبْعَثِ إِلَّا فَاطِمَةُ عليها السلام.

(اُصول کافی، کتاب الحجہ، مطبع نولکشور، صفحہ ۲۷۸، و مطبع ایران صفحہ ۱۱۶، ابواب التاریخ)

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آٹھ برس کے تھے اور خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو اس وقت آپ تقریباً ۲۲، ۲۳ برس کے تھے۔ اظہارِ نبوت سے پہلے خدیجہ سے قاسم، رقیہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور اظہارِ نبوت کے بعد طیب، طاہر، فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ اظہارِ نبوت کے بعد صرف فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

فوائد﴾ اگر تینوں صاحبزادیوں یعنی رقیہ، زینب، ام کلثوم بناتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتیں تو امام مہدی

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (پارہ ۲۱، سورۃ الاحزاب، آیت ۵)

انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو، یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔

کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے ان تینوں کے اسماء کو اولادِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خارج فرما دیتے۔ امام مہدی کا رقیہ اور زینب اور ام کلثوم کو اولادِ رسول میں دیکھ کر سکوت فرمانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ بنات جنابِ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہیں۔

محمد یعقوب کلینی نے اس اختلاف کو روایتی طور پر نقل فرما دیا کہ کون سی اولاد حضرت کو قبل از بعثت پیدا ہوئی اور کون سی اولاد بعد از بعثت، یعنی اس میں روایات کا اختلاف ہے لیکن مولانا مذکور کو اپنی روایاتِ شیعہ میں کہیں یہ اختلاف نہیں ملا کہ رقیہ و زینب و ام کلثوم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی بیٹیاں نہ تھیں ورنہ اس اختلاف کو اختلافِ اول کی طرح ضرور ذکر فرماتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رقیہ، زینب، ام کلثوم کا بناتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہونا شیعہ کتب کی روایات کے لحاظ سے مسئلہ متفق علیہ ہے۔

صاحبِ کافی نے اس امر کا التزام کیا ہے اور اول کتاب میں بھی فرمایا ہے کہ میں اپنی کتاب میں وہ روایات ذکر کروں گا جو موثق اور معتبر ہوں گی۔ چنانچہ صاحب تفسیر صافی نے بھی محمد بن یعقوب کلینی صاحبِ اُصولِ کافی کے اس التزام کو نقل کیا

ذكر في اول الكتاب انه ثيق بمارواه فيه۔ (تفسیر صافی، صفحہ ۱۴، سطر ۱۵)

کلینی نے اپنی کتاب کے اوّل میں ذکر کیا کہ جو کچھ اُصولِ کافی میں مروی ہوگا موثق اور معتبر ہوگا۔

ان تینوں وجوہ کو دیکھنے کے بعد زینب و رقیہ وام کلثوم کا بناتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہونا اظہر من الشمس ہے۔

روى أن أمير المؤمنين عليه السلام (دخل بفاطمة) عليها السلام (بعد وفاة أختها رقية زوجة عثمان بستة عشر يوما۔ (کتاب الامالی، للطوسی، صفحہ ۲۷)

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے نکاح کیا تو اس وقت ان کی بہن رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا، سولہ دن فوت ہوئے گزرے تھے۔

"درقرب الاسناد بہ سند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ وام کلثوم و رقیہ و زینب" (حیات القلوب، جلد۲، باب پنجاہ ویکم، صفحہ ۵۵۹)

ترجمہ: قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد جو حضرت خدیجہ کے بطن مبارک سے ہوئی، طاہر و قاسم اور فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب تھی۔

"ابن بابویہ بہ سند معتبر از آنحضرت (جعفر صادق) روایت کردہ است کہ از برائے حضرت

رسول خدا متولد شد از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر، عبداللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ"

(حیات القلوب، جلد دوم، صفحہ ۵۵۹)

ابن بابویہ معتبر طریق سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ سے قاسم اور طاہر جس کا نام عبداللہ تھا اور ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔

شارح کافی ملا خلیل قزوینی نے حدیث مذکور کی شرح تحریر فرمائی ہے

پس زادہ شد برائے او از خدیجہ پیش از رسالت او قاسم و رقیہ و زینب و ام کلثوم و زادہ شد برائے او بعد از رسالت طیب و طاہر و فاطمہ

(صافی شرح اُصول کافی، کتاب الحجہ، جزء سوم، حصہ دوم، باب میلاد النبی ووفاتہ، صفحہ ۱۴۷)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قبل از بعثت قاسم اور رقیہ اور زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد طیب و طاہر و فاطمہ پیدا ہوئے۔

معلوم ہوا کہ ملا خلیل قزوینی شارحِ کافی کے نزدیک بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں ورنہ تاویل یا ضعیف روایت سے ضرور مطلع فرماتا۔

شارح کافی ملا محمد باقر اصفہانی حدیث مذکور کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

تمام کے تمام علماء اس امر پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں۔ (مرآۃ العقول، جلد ۲، صفحہ ۲۵۲)

در حدیث معتبر از حضرت امام جعفر صادق منقول است از برائے رسول اللہ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ خدا اور ارحمت کند از من طاہر و مطہر را بھم رسانید کہ او عبداللہ بود و قاسم را آورد و فاطمہ و رقیہ و زینب و ام کلثوم۔ (حیات القلوب، جلد دوم، صفحہ ۸۲، باب پنجم)

ترجمہ: معتبر حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ پر رحمت فرمائے اس کو مجھ سے اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر ومطہر عبد اللہ اور قاسم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم۔

عن یونس بن یعقوب، عن ابی مریم ذکرہ عن ابیہ ان امامة بنت ابی العاص وامها زینب بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه واله کانت تحت علی بن ابی طالب علیه السلام بعد فاطمة علیه السلام فخلف علیها بعد علی علیه السلام المغیرة بن النوفل۔

(من لا یحضرہ الفقیہ، صفحہ ۴۰۷)

ترجمہ: یونس بن یعقوب سے روایت ہے کہ بیشک امامہ بنت عاص جن کی والدہ حضرت بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا جبکہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہو گئیں۔

تمام مذکورہ حوالہ جات شیعہ کی مستند سنن اربعہ، احادیث وغیرہا کی روایات ہیں جن کا ثبوت ہم نے بلاکم وکاست نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے ہاں چار صاحبزادیوں کا بیان ہے لیکن ذاکروں، مرثیہ خوانوں اور واعظوں نے پیٹ کے دھندے میں تین کا انکار اور ایک اقرار آخر کہاں تک؟ چار روزہ زندگی ہے پھر منکرین کو سزا۔

شیعہ پارٹی سے خلوص سے گزارش ہے کہ اپنی کتابوں کے حوالہ کے بعد انکار کرنا سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے اور کچھ نہ ہوگا۔ ضد اور ہٹ دھرمی شیطان کا ورثہ ہے اور تسلیم ورضا حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شیوہ ہے۔ خدارا سوچیں اور پھر حق کو قبول کیجئے

حیات القلوب باب ۲۸، جلد دوم مطبوعہ طہران صفحہ ۳۳۳ میں ملا باقر مجلسی در کتب معتبرہ

است کے ضمن میں لکھتے ہیں

دراین سال حضرت زید بن حارثہ و ابورافع را فرستاد کہ سودہ بنت زمعہ زوجہ آنحضرت را دختران آنحضرت از مکہ آوردند۔

یعنی معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اس سال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ابورافع کو بھیجا کہ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سودہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکیوں سمیت مکہ سے لائیں۔

فائدہ﴾ کٹر غالی شیعہ حکومت صفوی خاندان کا برآوردہ و پروردہ متوفی ۱۱۲۱ھ / ۱۷۰۰ء یہ صاحب ملاتقی مجلسی متوفی ۱۰۷۰ھ / ۱۶۶۰ء کا فرزند تھا اور بحکم صفوی سلاطین شیعی روایتوں کو وضع کرنے اور شائع کرنے میں باپ سے بڑھ گیا تھا۔ ملاحظہ ہو تاریخ ادب ایران جلد ۴، صفحہ ۴۰۹ از مسٹر براؤن۔

یعنی ہجرت کر کے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف پہنچ گئے تو اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اور ابورافع کو فرمایا کہ تم جاؤ اور مکہ سے حضرت سودہ اور میری لڑکیوں کو مدینہ میں لے آؤ۔ ”دختران آنحضرت“ جمع ہے جس کا مفاد یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک سے زائد تھیں اگر ایک ہوتی تو دختر ہوتا۔

حیات القلوب، باب ۵۱، جلد ۲، صفحہ ۵۵۸ میں ہے

مشہور آن است کہ دختران آنحضرت چہار نفر بودند وہمہ از حضرت خدیجہ بوجود آمدند: اول زینب، دوم رقیہ، سوم ام کلثوم، چہارم فاطمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین

یعنی مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکیاں جو ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں چار ہیں، حضرت زینب و رقیہ و ام کلثوم و رقیہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہن اجمعین۔

اُصول کافی، باب مولدالنبی ووفاتہ مطبوعہ طہران صفحہ ۴۳۸ میں ہے

وَتَزَوَّجَ خَدِیْجَۃَ وَھُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِیْنَ سِنِیْنَ سَنَۃً، فَوُلِدَ لَہٗ مِنْھَا قَبْلَ مَبْعَثِہٖ عَلَیْہِ السَّلَام اَلْقَاسِمُ، وَرُقَیَّۃُ، وَزَیْنَبُ، وَاُمُّ کُلْثُوْمٍ، وَوُلِدَ لَہٗ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّیِّبُ وَالطَّاھِرُ وَفَاطِمَۃُ عَلَیْھَا السلام۔

یعنی جس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ سے نکاح کیا اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بیس برس سے کچھ زیادہ تھی تو بعد از نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قبل از اعلانِ نبوت قاسم، رقیہ، زینب، ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعد از رسالت طیب، طاہر، فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے۔

اولادہ من خدیجۃ القاسم وعبداللّٰہ وھما الطیب والطاھر واربع بنات زینب ورقیۃ وام کلثوم وھی امنۃ وفاطمۃ واما رقیۃ فتزوجھا عتبہ وام کلثوم تزوجھا عتبۃ وھما ابنا ابی لھب فطلقا ھما فتزوج عثمان رقیۃ بالمدینۃ وولدت لہ عبداللّٰہ صبیا لم یجاور سب سنین۔

(ابن اشہراشوب، جلد ا، صفحہ ۸۸)

یعنی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ سے قاسم اور عبد اللہ ان کا لقب طیب وطاہر تھا اور چار بیٹیاں زینب، رقیہ اور ام کلثوم اسے آمنہ بھی کہا جاتا ہے اور فاطمہ، رقیہ نے عتبہ سے اور ام کلثوم سے عتیق نے نکاح کیا اور یہ دونوں ابولہب کے بیٹھے تھے۔ ان دونوں نے ان دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی تھی پھر ان سے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکا عبد اللہ نامی پیدا ہوا جو چھ سال سے تجاوز نہ کر سکا۔

بعض از اصحاب بہ سوئے حبشہ کوچ دادند و ہجرت بزرگ آن بود کہ رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلّم بہ سوی مدینہ کوچ داد و از کسانی کہ بہ حبشہ ہجرت کردند عُثمان بن عفّان و زوجہ اش حضرت رقیّہ۔

ترجمہ: بعض صحابہ نے حبشہ کی طرف کوچ کیا اور بڑی ہجرت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی طرف کوچ فرمایا جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان میں عثمان بن عفان اور ان کی بیوی حضرت رقیہ تھیں۔

ولد من خديجة القاسم وعبدالله وهما :الطاهر والطيب ، وأربع بنات زينب ، ورقية ، وام كلثوم وهي آمنة ، وفاطمة وهي ام أبيها .ولم يكن له ولد من غيرها إلا ابراهيم من مارية ، ولد بعالية في قبيلة مازن في مشربة ام ابراهيم ،ويقال ولد بالمدينة سنة ثمان من الهجرة ومات بها وله سنة وعشرة أشهر وثمانية أيام وقبرة بالبقيع۔

ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد جو کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے ہوئی قاسم اور عبداللہ اور یہ طیب و طاہر اور چار بیٹیاں زینب و رقیہ و ام کلثوم اور یہ آمنہ ہیں اور فاطمہ آپ کی کنیت ام ابیہا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی اولاد سوائے خدیجۃ الکبریٰ کے نہ تھی، صرف حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ سے تھے (ابراہیم) قبیلہ مازن مقامِ عالیہ میں پیدا ہوئے (ماریہ) کی کنیت ام ابراہیم ہے، بعض نے کہا ابراہیم مدینہ طیبہ میں آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے اور وہیں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر شریف ایک سال دس ماہ آٹھ دن ہے اور آپ کی قبر شریف جنت البقیع میں ہے۔

مجالس المومنین، صفحہ ۸۹، مطبوعہ طہران میں ہے

اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد

اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی عثمان کو دی تو ولی (یعنی امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنی بیٹی (اُم کلثوم) عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔

حیات القلوب، جلد۲، صفحہ ۷۱۸ میں ہے

وابن بابویہ بہ سند معتبر از آں حضرت روایت کردہ است کہ از برائے آنحضرت رسول متولد شد از خدیجہ، قاسم وطاہر و نام طاہر عبداللہ بود وام کلثوم ورقیہ وزینب وفاطمہ۔ حضرت امیر المومنین فاطمہ را تزویج نمود، وتزویج نمود زینب را ابوالعاص بن ربیع واو مردی بود از بنی امیہ وعثمان بن عفان ام کلثوم را تزویج نمود وپیش از آنکہ بہ خانہ او برود بہ رحمت الٰہی واصل شد پس چوں بہ جنگ بدر رفتند حضرت رسول رقیہ را بہ او تزویج نمود

ابن بابویہ لے نے معتبر سند سے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد خدیجہ کے شکم سے قاسم اور طاہر پیدا ہوئے۔ طاہر کا نام عبداللہ تھا اور بیٹیاں ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ فاطمہ کا نکاح حضرت علی سے ہوا اور زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے ہوا جو بنی امیہ سے تھا اور ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان بن عفان سے ہوا۔ آپ کے گھر جانے سے پہلے واصل باللہ ہوگئیں پس جب جنگ بدر کو گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رقیہ کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا۔

حیات القلوب، جلد دوم، صفحہ ۳۰۰ میں ہے

پس یازدہ مرد وچہار زن خفیہ از اہل مکہ گریختند وبہ جانب حبشہ رواں شدند واز جملہ آنہا بودند: عثمان ورقیہ دختر حضرت رسول کہ زن او بود۔

پس گیارہ مرد اور چار عورتیں اہل مکہ سے خفیہ بھاگ کر حبشہ کو روانہ ہوئے منجملہ ان میں

حضرت عثمان تھے اور رقیہ دختر رسول جو عثمان کی منکوحہ تھی۔

تحفۃ العوام ﴿ یہ کتاب تقریباً ہر شیعہ گھر میں موجود ہوتی ہے۔ روزمرہ کی دعاؤں میں ہر شیعہ سیاہ پوش مومن کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک پر درود پاک پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں شیعہ مذہب کے تین بڑے بڑے مجتہدوں کی دستخط اور مہریں معہ فوٹو موجود ہیں مثلاً سیّد ابوالحسن الموسوی الاصفہانی، مولوی سیّد نجم الحسن، مفتی سید احمد علی، صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ مینیجر کتب خانہ اثناعشری لاہور پر مرقوم ہے

اللهم صل على فاطمة بنت نبيک محمد عليه و آله السلام والعن من آذى نبيک فيها، اللهم صل على القاسم و الطاهر ابنى نبيک، اللهم صل على رقية بنت نبيک والعن من آذى نبيک فيها، اللهم صل على ام كلثوم بنت نبيک والعن من آذى نبيک فيها۔

ترجمہ: یا اللہ رحمت بھیج فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر جو تیرے نبی محمد وآلہ والسلام کی بیٹی ہے اور لعنت بھیج اس پر جو تیرے نبی کو اس کے سبب اذیت دے۔ یا اللہ رحمت بھیج قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور طاہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر جو تیرے نبی کے بیٹے ہیں۔ یا اللہ رحمت بھیج اپنے نبی کی بیٹی رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر اور لعنت بھیج اس پر جو تیرے نبی کو اس کے سبب اذیت دے، یا اللہ رحمت بھیج اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) پر اور لعنت بھیج اس پر جو تیرے نبی کو اس کے سبب اذیت دے۔

دعوتِ فکر

اب اہلِ تشیع کو چاہیے کہ تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر ٹھنڈے دل سے غور کرے کہ جو شیعہ روزمرہ کی دعاؤں میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک پر ہر نماز کے بعد درود پاک نہ پڑھے وہ کس زمرہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس ترقی یافتہ دور میں ہر شیعہ ذاکر

سے لے کر ان کے مبلغ اعظم تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک (یعنی زینب، ام کلثوم، رقیہ) کے وجود ہی تسلیم نہیں کرتے تو کیا یہ لوگ رحمت کے مستحق ہیں یا اُس کے برعکس لعنت کے۔ اللہ تعالیٰ ہر شیعہ پوش مومن کو ہدایت عطا فرمائے تاکہ یہ روزمرہ کی لعنت خریدنے کے بجائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک پر درود شریف پڑھا کریں اور لعنت کے بجائے رحمت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

یہی حدیث تہذیب الاحکام جو کہ روافض کی مستند اور معتبر حدیث کی کتاب ہے جو آج پانچ صد روپے میں بھی نایاب ہے مصنفہ علامہ طوسی مطبوعہ ایران جلد اول، کتاب الصلوٰۃ، صفحہ ۱۵۴ پر مرقوم ہے۔

تہذیب الاحکام، جلد اول، باب الصلوٰۃ علی الاموات، صفحہ ۲۱۵

ایضاً، استبصار، جلد اول، مطبوعہ لکھنؤ، صفحہ ۲۴۵ پر تحریر ہے

فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ اِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ تُوُفِّيَتْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ خَرَجَتْ فِیْ نِسَائِهَا فَصَلَّتْ عَلٰی اُخْتِهَا۔

ترجمہ: پس فرمایا امام جعفر صادق نے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی زینب نے وفات پائی تو فاطمہ عورتوں کے ساتھ نکلی اور اس نے اپنی بہن (زینب) پر نماز پڑھی۔

من لایحضرہ الفقیہ، یہ نایاب کتاب بھی روافض کی معتبر کتابوں میں سے حدیث کی کتاب ہے اور صحاح اربعہ میں شامل ہے۔ مطبوعہ ایران مصنفہ شیخ صدوق طبع جدید، صفحہ ۵۲۶ پر درج ہے

وروی محمد بن احمد الاشعری، عن السندی بن محمد، عن یونس بن یعقوب، عن ابی مریم ذکرہ عن ابیه ان امامة بنت ابی العاص وامها زینب

بنت رسول الله صلى الله عليه واله كانت تحت علي بن ابي طالب عليه السلام بعد فاطمة عليه السلام فخلف عليها بعد علي عليه السلام المغيرة بن النوفل فذكر انها۔

ترجمہ: بحذف اسناد ابومریم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ امامہ جن کے والد ابو العاص پر والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں مولیٰ علی کی زوجیت میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد آئی تھیں، حضرت علی کے بعد مغیرہ بن نوفل کے نکاح میں آئیں۔

شرح نہج البلاغت مطبوعہ طہران، علی نقی فیض الاسلام، صفحہ ۹۶۰،

نہج البلاغت شیعہ مذہب کی وہ کتاب ہے جس کو اس مذہب میں قرآنِ پاک کے بعد کا درجہ حاصل ہے جس میں بقولِ روافض علی المرتضیٰ کے خطبات اور کلام درج ہیں۔

ابوالعاص شوہر زینب دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ابوالعاص زینب کے شوہر تھے جو رسول اللہ کی بیٹی تھی۔

شرح نہج البلاغۃ، علی نقی فیض الاسلام، خطبہ نمبر ۱۴۳، صفحہ ۵۱۹، مطبوعہ تہران

پس خویشاوندی عثمان از ابوبکر وعمر بہ پیغمبر نزدیک تر است وبہ ذریعہ دامادی پیغمبر مرتبہ اے یافتند کہ ابوبکر وعمر نیافتند عثمان رقیہ وام کلثوم را بنابر مشہور دختران پیغمبر بودند بہمسری خود در آورد در اوّل رقیہ او بعد از چند گاہ کہ آں مظلومہ وفات نمود ام کلثوم را بجائے خواہر باو دادند۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عثمان کی قرابت ابوبکر اور عمر سے زیادہ ہے اور دامادیٔ رسول کے اعتبار سے آپ نے وہ رتبہ عالیہ پایا ہے جو حضرت ابوبکر اور عمر نے نہیں پایا۔ حضرت عثمان جیسا کہ مشہور ومعروف ہے کہ حضرت رقیہ وام کلثوم پیغمبر خدا کی صاحبزادیاں تھیں پہلے حضرت رقیہ سے شادی ہوئی اور ان کے انتقال کے کچھ مدت بعد اُم

کلثوم کو اس کی ہمشیرہ رقیہ کی جگہ دے دیا۔

شرح نہج البلاغت مصری، جلد دوم، مفتی محمد عبدہٗ، صفحہ ۶۸ میں ہے

وإنما كان عثمان أقرب وشيجه لرسول الله لأنه من بنى أمية بن عبد شمس بن عبد مناف رابع أجداد النبى صلى الله عليه وآله وسلم ، أما أبوبكر فهو من بنى تيم بن مرة سابع أجداد النبى ، وعمر من بنى عدى بن كعب ثامن أجداده صلى الله عليه وآله وسلم . وأما أفضليته عليهما فى الصهر فلانه تزوج ببنتى رسول الله رقية وأم كلثوم ، توفيت الأولى فزوجه النبى بالثانية ولذا سمى ذاالنورين۔

ترجمہ: اور بیشک عثمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قرابت خویشاوندی کے اعتبار سے بہت نزدیک تھے (ابوبکر وعمر سے) اس لئے کہ عثمان بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی اولاد ہیں اور عمر بن عدی بن کعب کی اولاد ہیں اور کعب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں جد امجد ہیں اور رشتے کے اعتبار سے عثمان ان دونوں پر یوں فضیلت رکھتے ہیں کہ حضرت عثمان نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیٹیوں (یعنی ام کلثوم اور رقیہ) سے نکاح کیا ہے۔ ایک کا انتقال ہوا تو حضور نے اپنی دوسری بیٹی ان کو بیاہ دی اسی وجہ سے ان کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

تفسیر خلاصۃ المنہج فارسی مطبوعہ طہران، ملاں فتح اللہ کاشانی، صفحہ ۵۳۳، پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب کی آیت پاک "یاایہا النبی" کے تحت رقمطراز ہے کہ

اے پیغمبر برگزیدہ (قل ازواجک) زنان خوردا (بنتک) ودختران خوردہ (ونساء المومنین) وزنان مومناں را کہ بوقت بیرون رفتن از خانہ (یدنین) نزدیک گردانند وفروگذارند (علیھن) براو بہادبد نہائے خود (جلابیھن) از چادرہائے خود یعنی وجوہ وبداں

خودرا بپوسند۔

ترجمہ: اے برگزیدہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے گھروں سے باہر جاتے وقت اپنے چہروں اور بدنوں پر اپنی چادروں کو قریب کرلیں اور نیچے چھوڑ دیں یعنی اپنے چہروں اور بدنوں کو چھپالیں۔

مقامِ غور﴾ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سے زائد بیٹیاں نہ تھیں تو مفسر نے تصریح کیوں نہ کی کہ یہاں جمع تعظیمی مراد ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی۔ آج کل سیاہ پوش ذاکر تاویلیں کرنے والے اپنے اثنا عشری مفسرین کے کلام کو خواہ مخواہ جھٹلا رہے ہیں۔

نہج البلاغت مطبوعہ لاہور جلد اوّل، ترجمہ رئیس احمد جعفری رافضی ندوی ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز، صفحہ ۱۰۹۸، سطر ۷

مترجم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے بارے میں رقم طراز ہے

ابوبکر وعمر بھی عمل حق پر عمل کرنے میں آپ (یعنی عثمانِ غنی) سے زیادہ سزاوار نہیں تھے کیونکہ باعتبار قرابت آپ (یعنی عثمانِ غنی) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ان دونوں (یعنی ابوبکر وعمر) کے مقابلہ میں نزدیک تر ہیں بلاشبہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دامادی کا شرف دو مرتبہ حاصل کیا ہے (یعنی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ام کلثوم اور رقیہ آپ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے آئیں) یہ مرتبہ انہیں نہیں ملا۔

حیات القلوب، جلد دوم، صفحہ ۸۹

حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ خدیکہ او را رحمت کند از من طاہر و مطہر و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم بہم رسانید

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خدیجہ پر رحمتیں نازل کرے کیونکہ اُس کے بطنِ اطہر سے میرے دو لڑکے پیدا ہوئے، طاہر ومطہر اور چار لڑکیاں رقیہ، فاطمہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

حیات القلوب، جلد دوم، صفحہ ۲۸، سطر ۱۰

اول فرزندی کہ از برائے او بہمر سید عبداللہ بود کہ اورابعید اللہ بطیّب وطاہر مقلب ساختند وبعد از قاسم متولد شد وبعضے گفتہ اند کہ قاسم از عبداللہ بزرگ تر بود وچہار دختر از برائے حضرت آورد زینب ورقیہ وام کلثوم وفاطمہ

ترجمہ: سب سے پہلے صاحبزادے جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں پیدا ہوئے حضرت عبداللہ تھے جو طیب اور طاہر کے لقب سے ملقب ہیں۔ اس کے بعد قاسم متولد ہوئے اور بعض روایت میں ہے کہ قاسم، عبداللہ سے بڑے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہوئیں، رقیہ وفاطمہ وزینب اور ام کلثوم۔

حیات القلوب، جلد دوم، صفحہ ۴۴۶، ملا مجلسی رافضی تبرائی جنگِ خندق کے حالات تحریر کرتا ہوا یوں بیان کرتا ہے

ایں سال زینب دختر خدیجہ زوجہ آں فوت شد وعبداللہ پسر رقیہ کہ از عثمان بہم رسید بود فوت شد۔

ترجمہ: اس سال زینب خدیجہ کی لڑکی اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فوت ہوئی اور عبداللہ رقیہ کا بیٹا جو حضرت عثمان سے تھا، فوت ہوا۔

حیات القلوب، جلد دوم، صفحہ ۴۹۳، سطر ۲، ملا مجلسی غزوۂ حدیبیہ کے حالات لکھتے ہوئے یوں گل کھلاتا ہے

وہمیں جماعت اموال ابوالعاص بن الربیع را کہ پسر خواہر خدیجہ وشوہر زینب بود غارت کردند

و برائے رعایت دامادی حضرت اہل قافلہ را نکشتند و چوں ابوالعاص بہ زینب پناہ بردا موالش را بہ او رد کردند و او مسلمان شد۔

ترجمہ: اور یہی جماعت (جو ابوبصیر کے ساتھ مقام عیص اور ذی المروہ رہتی تھی) نے ابو العاص بن الربیع جو حضرت خدیجہ کے بھانجے اور حضرت زینب (بنت النبی) کے شوہر تھے، مالِ غنیمت میں لے لئے اور حضور کی دامادی کے باعث ابوالعاص کو رہا کر دیا اور قافلہ کو قتل کر دیا اور چونکہ ابوالعاص حضرت زینب کی پناہ حاصل کر چکے تھے اس لئے اس کا مال واپس کر دیا، اس کے بعد ابوالعاص مسلمان ہو گئے۔

الخصال شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن بابویہ قمی المتوفی ۳۸۱ھ، جلد دوم، صفحہ ۳۸

ان لرسول الله صلى الله عليه و آله سبعة أولادحدثنا أبي ، ومحمد بن الحسن رضي الله عنهما قالا :حدثنا سعد بن عبد الله ، عن أحمد بن أبي عبد الله البرقي ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن علي بن أبي حمزة ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال :ولد لرسول الله صلى الله عليه و آله من خديجة القاسم و الطاهر وهو عبد الله ، و أم كلثوم ، ورقية ، وزينب ، وفاطمة وتزوج علي ابن أبي طالب عليه السلام فاطمة عليها السلام ، وتزوج أبو العاص بن الربيع وهو رجل من بني امية زينب ، وتزوج عثمان بن عفان ام كلثوم فماتت ولم يدخل بها ، فلما ساروا إلى بدر زوجه رسول الله صلى الله عليه و آله رقية وولد لرسول الله صلى الله عليه و آله إبراهيم من مارية القبطيةوهي ام إبراهيم ام ولد۔

ترجمہ: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں خدیجہ سے پیدا ہوئے قاسم اور طاہر جو عبداللہ ہیں اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب اور فاطمہ، علی بن ابی

طالب نے فاطمہ سے نکاح کیا اور ابوالعاص بن الربیع نے جو بنی امیہ میں سے تھا زینب سے نکاح کیا اور عثمان بن عفان نے اُم کلثوم سے نکاح کیا جو دخول سے پیشتر وفات پا گئیں، جب بدر کو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان کا نکاح رقیہ سے کر دیا اور رسول اللہ کے ہاں ماریہ قبطیہ سے ابراہیم پیدا ہوئے، ابراہیم کی ماں ماریہ قبطیہ ام ولد ہے۔

منتخب التواریخ مصنفہ حاجی محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی مطبوعہ طہران صفحہ ۲۲

از اصولِ کافی مستفاد میشود کہ آں بزرگوار از خدیجہ کبری سر پسر داشت و چہار دختر جناب قاسم وزینب ورقیہ وام کلثوم کہ قبل از بعثت متولد شدند و جناب الطیب والطاہر فاطمہ زہرا کہ بعد از بعثت متولد شدند۔

ترجمہ: اُصولِ کافی (مصدقہ امام غائب) سے بالتصریح حاصل ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ الکبری کے بطن سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں رکھتے تھے۔ جنابِ قاسم وزینب ورقیہ وام کلثوم کہ اعلانِ نبوت سے پہلے پیدا ہوئے اور جنابِ طیب وطاہر وفاطمہ زہرا اعلانِ نبوت کے بعد پیدا ہوئے۔

منتخب التواریخ، صفحہ ۲۵

واما مخدرہ مکرمہ ام کلثوم اسم شریفش آمنہ بود بعد از جنابِ رقیہ بعثمان تزویج از عثمان را ذوالنورین میگویند

ترجمہ: اور پردہ نشین مکرمہ ام کلثوم جن کا نام پاک آمنہ تھا، جنابِ رقیہ کے بعد حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں، اسی لئے حضرت عثمان کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

اعلام الوریٰ با علام الہدیٰ، مصنفہ علی الفضل بن حسن طبرسی، مطبوعہ ایران، صفحہ ۱۴۶

فأوّل ما حملت ولدت عبدالله بن محمّد وهو الطيّب الطاهر وولدت له القاسم، وقيل: إنّ القاسم أكبر وهو بكره وبه كان يكنّى. والناس يغلطون

فیقولون :ولد له منها أربع بنین :القاسم، وعبدالله ، والطیّب ، والطاهر .
وإنّما ولد له منها ابنان وأربع بنات :زینب، ورقیّة ، واُمّ کلثوم ، وفاطمة۔

ترجمہ:حضرت خدیجہ الکبریٰ جب پہلی دفعہ حاملہ ہوئیں تو انہوں نے عبداللہ بن محمد کو جنا اور اس عبداللہ کا لقب طیب وطاہر ہے اور جنا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قاسم کو بعض نے کہا کہ قاسم بڑے ہیں، اسی وجہ سے حضور کی کنیت رکھی گئی ہے لوگ غلط کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے بطن پاک سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چار بیٹے قاسم اور عبداللہ اور طیب اور طاہر بیان کرتے ہیں حالانکہ یقیناً حضور کے دو بیٹے اور چار صاحبزادیاں زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے پیدا ہوئے۔

ذبح عظیم مصنفہ خاں بہادر مولوی سیّد اولاد حیدر فوق بلگرامی مطبوعہ مینیجر کتب خانہ اثناعشری لاہور، صفحہ ۳۴۷، سطر ۴، جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مردان یہ جو تو نے کہا مہر ام کلثوم کا جس قدر ان کا باپ مانگے وہ میں دوں گا، خدا کی قسم میرا منشا تو یہ ہے کہ میں وہی طریقہ جاری رکھوں گا جو جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں (یعنی زینب، ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ) اور بیبیوں اور دیگر اہلِ اسلام کی عورتوں کا مہر ہوا ہے۔

تفسیر مجمع البیان مطبوعہ ایران، مصنفہ شیخ ابی علی الفضل بن طبرسی روافض کی معتبر تفسیر ہے، جلد پنجم، صفحہ ۸۴ میں ہے

وقدزوج النبی صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم بنته من ابی العاص بن الربیع قبل ان یسلم

ترجمہ:اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی (زینب) کا نکاح ابوالعاص بن ربیع

سے اس کے مسلمان ہونے سے پہلے کر دیا۔

تفسیر مجمع البیان، جلد سوم، صفحہ ۲۳۳

فخرج الیها سرا اجد عشر رجلا واربع نسوة وهم عثمان بن عفان وامراته رقیه بنت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم

ترجمہ: پس گیارہ مرد اور چار عورتیں مکہ سے حبشہ کی طرف پوشیدہ پوشیدہ ہجرت کر گئے۔ ان (مہاجرین میں سے) حضرت عثمان اور ان کی بیوی رقیہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی تھی۔

مفاتیح الجنان، مطبوعہ طہران، مصنفہ حاجی شیخ عباس قمی، صفحہ ۲۰۸ میں ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ اِبْنَیْ نَبِیِّکَ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّةَ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَالْعَنْ مَنْ آذی نَبِیَّکَ فیها، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُومَ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَالْعَنْ مَنْ آذی نَبِیَّکَ فیها، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی ذُرِّیَّةِ نَبِیِّکَ، اَللّٰهُمَّ اخْلُفْ نَبِیَّکَ فی اَهْلِ بَیْتِهٖ۔

ترجمہ: اے اللہ قاسم اور طاہر پر رحمت نازل فرما جو تیرے نبی کے بیٹے ہیں، اے اللہ اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر رحمت بھیج اور جو تیرے نبی کو رقیہ کی وجہ سے ایذا اور تکلیف پہنچائے اس کو ملعون کر۔ اے اللہ اپنے نبی کی صاحبزادی ام کلثوم پر رحمت فرما اور جو تیرے نبی کو اس کی وجہ سے ایذا دے اس پر لعنت فرما، اے اللہ اپنے نبی کی اولاد امجاد پر رحمت فرما، اے اللہ اپنے نبی کو ان کے اہلِ بیت کرام میں جانشین بنا۔

دعوتِ فکر ❁ شیخ عباس قمی نے اس روایت کو نقل کر کے تمام عالمِ اسلام کے روافض کو جھنجوڑا ہے کہ اے اہل بیت کرام کی محبت کا دعویٰ کرنے ووالوں پیشہ ور ذاکرین سیاہ پوش مومنین مجمع باز مقررین کی واعظوں پر عمل کر کے رب تعالیٰ کی طرف سے لعنت کے مستحق نہ

بنو بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولادِ پاک چاروں صاحبزادیوں پر درود شریف پڑھو اور رحمت کے مستحق بنو۔

☆تفسیر منہج الصادقین، جلد ۷، مصنفہ ملا فتح اللہ کاشانی مطبوعہ طہران، یہ شیعہ کی تفسیر کبیر ہے جو دس جلدوں میں مشتمل ہے

ایں آیت نازل شد ’’یاایھا النبی‘‘ اے پیغمبر برگزیدہ ’’قل ازواجک‘‘ بگو مرزناں خودرا ’’وبناتک‘‘ ومردختران خودرا ’’ونساء المومنین‘‘ وزناں موموناں راکہ بوقتِ بیرون رفتن از خانہ ’’بدنین‘‘ نزدیک گردانند فرد گذارند ’’علیھن‘‘ براد پہلو ہائی خورد ’’جلابیھن‘‘ چادر ہائی خودرا یعنی وجوہ رابداں وبداں بپوشند

ترجمہ: اے برگزیدہ پیغمبر اپنی عورتوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مومنوں کی عورتوں کو فرما دیجئے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت اپنی چادروں کو اپنے چہروں اور پہلوؤں کے قریب کریں اور نیچے جھکا دیں یعنی چہروں کو بدنوں کو چھپالیں۔

☆مناقب آل ابی طالب، جلد سوم، صفحہ ۱۰۵

الھروی الحسین بن روح رضی اللہ عنہ فقال کم بنات رسول اللہ؟ فقال اربع، فقال ایّھن افضل؟ فقال فاطمۃ۔

ترجمہ: حسین بن روح نے الہروی سے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کتنی صاحبزادیاں ہیں؟ تو جواب ملا چار ہیں۔ پھر پوچھا ان میں سے افضل کون ہے؟ تو جواب ملا کہ فاطمہ۔

☆امالی، مصنفہ شیخ طوسی، صفحہ ۲۷، سطر ۱۶

و روى أن أمير المؤمنين عليه السلام دخل بفاطمة عليها السلام بعد وفاة أختها رقية زوجة عثمان بستة عشر يوما، و ذلك بعد رجوعه من بدر، و

ذلک لأیام خلت من شوال۔

ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت امیر المومنین (علی) علیہ السلام حضرت فاطمہ کے پاس آئے جبکہ حضرت فاطمہ کی ہمشیرہ رقیہ حضرت عثمانِ غنی کی بیوی کی وفات کو سولہ دن گزر چکے تھے اور یہ آمد غزوہ بدر کی واپسی پر ہوئی کہ ماہِ شوال کے کچھ دن گزر گئے تھے۔

☆ رجال کشی، مطبوعہ مصطفویہ بمبئی، مصنفہ ابی عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز، صفحہ ۲۴۱، سطر ۱۶

قال: کتب إلی الفضل، قال: حدثنا ابن أبی عمیر، عن إبراهیم بن عبدالحمید، عن إسماعیل بن جابر، قال: لما قدم أبو إسحاق من مکة فذکر له قتل المعلی بن خنیس، قال: فقام مغضبا یجر ثوبه، فقال له إسماعیل ابنه: یا أبت أین تذهب؟ فقال: لو کانت نازلة لقدمت علیها، فجاء حتی قدم علی داود بن علی، فقال له: یا داود لقد أتیت ذنبا لا یغفره الله ذلک، قال: وما ذلک الذنب؟ قال: قتلت رجلا من أهل الجنة، ثم مکث ساعة ثم قال: إن شاء الله، فقال له داود: وأنت قد أذنبت ذنبا لا یغفره الله لک. قال: وما ذاک؟ قال: زوجت ابنتک فلانا الاموی. قال: إن کنت زوجت فلانا الاموی، فقد زوج رسول الله صلی الله علیه وآله عثمان، ولی برسول الله أسوة

ترجمہ: بحذف اسناد اسماعیل بن جابر سے روایت ہے کہ جب ابو اسحاق مکہ سے آئے اور انھوں نے جابر کو معلی بن خنیس کے قتل کا ذکر سنایا تو (جابر) غضب ناک ہوکر چادر گھسیٹتے ہوئے کھڑے ہوگئے (اور باہر چل پڑے) تو اس کو اسمعیل کے بیٹے نے کہا اے باپ کہاں جاتے ہو تو جابر نے جواب دیا اگر کوئی حادثہ ہو تو میں وہاں جاتا ہے پس جابر داؤد بن علی کے پاس آیا اور کہا اے داؤد تو نے ایک گناہ کیا ہے جو مولیٰ تعالیٰ تجھے معاف نہ کرے گا۔ داؤد

نے پوچھا وہ گناہ کون سا ہے، جابر نے کہا تو نے ایک جنتی آدمی کو قتل کیا ہے تھوڑی دیر توقف کے بعد کہا ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد داؤد نے جابر کو کہا (اے جابر) تو نے بھی ایک ایسا گناہ کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہ بخشے گا۔ جابر نے کہا وہ کون سا، داؤد نے کہا تو نے اپنی بیٹی فلانے اموی کو بیاہ دی ہے، جابر بولا اگر میں نے اپنی بیٹی فلانے اموی کے نکاح میں دی ہے تو یقیناً حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجیت میں دی تھی (حالانکہ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اموی تھے ہاشمی نہ تھے) تو میں نے سنت نبوی پر عمل کیا ہے (یہ کون سا گناہ ہے)

☆ مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام، مصنفہ شیخ الامام العلماء فی الاسلام فخر المحققین وزین المجتہدین احمد شامی شہید ثانی، جلد اول، صفحہ ۴۹۸، سطر ۴

وقد روى أن النبى صلى الله عليه وآله وسلم لما زوج المقداد ضباعة بنت الزبير بن عبد المطلب، فتكلمت فى ذلک بنو هاشم، فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم إنى إنما أردت أن تتضع المناكح وزوج النبى صلى الله عليه وآله وسلم ابنته عثمان، وزوج ابنته زينب بأبى العاص بن الربيع وليسا من بنى هاشم .وكذلک زوج على عليه السلام ابنته ام كلثوم من عمر ، وتزوج عبد الله بن عمرو بن عثمان فاطمة بنت الحسين

ترجمہ: مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ضباعہ زبیر کی بیٹی اور عبد المطلب کی پوتی کا نکاح مقداد سے کیا تو اس میں بنو ہاشم معترض ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ نکاحوں کے معاملہ کو آسان کردوں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ایک بیٹی حضرت عثمان کے نکاح میں دی اور دوسری بیٹی زینب

ابوالعاص بن ربیع کے نکاح میں دی، حالانکہ یہ دونوں ہاشمی نہ تھے، یونہی حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کردیا اور عبداللہ بن عمر بن عثمان فاطمہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کے ساتھ کیا۔

☆ انوارِ نعمانیہ، مطبوعہ طہران، صفحہ ۱۲۲

فاول ما حملت ولدت له عبدالله بن محمد وهو الطيب الطاهر وولدت له القاسم و قيل ان القاسم اكبر ولده وكان بكنى والناس يغلطون فيقولون ولدله منها اربع بنين القاسم وعبدالله والطيب والطاهر وانما ولدت له ابنان واربع بنات زينب ورقيه وام كلثوم وفاطمه فاما زينب بنت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم فتزوجها ابو العاص بن الربيع فى الجاهلية فولدت له جارية اسمها امامة تزوجها على ابن ابى طالب عليه السلام بعد وفات فاطمه عليه السلام

ترجمہ: حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے پہلی اولاد جو ہوئی وہ عبداللہ بن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھے اور یہی طیب اور طاہر ہیں اور قاسم حضور کے صاحبزادے حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے اور کہا گیا ہے کہ قاسم آپ کی اولاد سے سب سے بڑے ہیں اور انہی کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت رکھی گئی ہے لوگ غلطی سے کہہ دیتے ہیں کہ حضور کے چار بیٹے ہیں قاسم اور عبداللہ اور طیب اور طاہر، حالانکہ آپ کے دو بیٹے ہیں اور چار بیٹیاں زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمہ ہیں۔ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابوالعاص بن ربیع نے جاہلیت کے زمانہ میں نکاح کیا، ابوالعاص کی ایک لڑکی امامہ زینب سے پیدا ہوئی جن کا نکاح مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت فاطمہ کی وفات کے بعد ہوا۔

وسئل بزل الهروی الحسین بن روح فقال اربع فقال ایتهن افضل قال فاطمة قال و لم صارت افضل۔ (ابن شہراشوب، جلد۱، صفحہ ۱۱۵، اخبارِ ماتم، صفحہ ۸۵)

بزدل ہروی نے حسین ابن روح سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں کتنی کتنی تھیں، جواب دیا چار، پھر پوچھا ان میں افضل کون تھی، اس نے جواب دیا فاطمہ۔

فائدہ﴾ یہی اہلسنّت کا مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اور ان میں سے افضل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں لیکن شیعہ کے ذاکروں اور مرثیہ خوان واعظوں کو نہ مطالعہ نصیب اور نہ کتابیں معلوم، بلکہ میرا تجربہ ہے کہ ان بیچاروں کو عبارات پڑھنا تو درکنار انہیں ان کتابوں کا نام تک نہیں آتا، آزما کر دیکھئے۔

☆ناسخ التواریخ، جلد۲، صفحہ ۶۴۴ میں ہے

عثمان ابن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف نسب او با رسول خدا در عبد مناف پیوستہ شود کنیت او ابو عبد اللہ بوجہ پسرے کہ از رقیہ دختر رسول خدا داشت نامش عبد اللہ بود۔

یعنی عثمان بن عفان کا نسب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عبد مناف سے جا کر ملتا ہے ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اس لئے کہ ان کے بیٹے کا نام عبد اللہ تھا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ سے پیدا ہوا۔

فائدہ﴾ شیعہ سوچیں کہ حضرت عثمان بن عفان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نسب کے ایک فرد ہیں لیکن عوام کو بہکانے پر کہہ دیتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی ایک امتی کو دے دی اس کا مفصل جواب آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

☆منتہی الآمال از شیخ عباس قمی، جلد اول، صفحہ ۷۹ میں ہے

در (قُرب الاسْناد) از حضرت صادق علیه السّلام روایت شده است که از برای رسول خدا صلی اللّه علیه و آله وسلم از خدیجه متولد شدند : طاهر و قاسم و فاطمه و ام کلثوم و رقیّه و زینب . و تزویج نمود فاطمه را به حضرت امیر المؤمنین علیه السّلام و زینب را به ابی العاص بن رَبیع که از بنی امیه بود و امّ کلثوم را به عثمان بن عُفّان و پیش از آنکه به خانه عثمان برود به رحمت الٰهی واصل شد و بعد از او حضرت، رقیّه را به او تزویج نمود . پس از برای حضرت رسول صلی اللّه علیه و آله وسلّم در مدینه ابراهیم متولّد شد از ماریه قبطیّه که به هدیه فرستاده بود از برای آن حضرت او را پادشاه اسکندریه با اَستر اشهبی و بعضی از هدایای دیگر فقیر گوید : آنچه مشهور است و مورّخین نوشته اند تزویج امّ کلثوم به عثمان بعد از وفات رقیه است و رُقیّه در سال دوم هجری در هنگامی که جنگ بدر بود وفات کرد . و شیخ طبرسی و ابن شهرآشوب روایت کرده اند که اولاد امجاد آن مفخر عِباد از غیر خدیجه به هم نرسید مگر ابراهیم که از ماریه به وجود آمد۔

ترجمہ پچھلی عبارات کے مطابق ہے مختصر سا فرق ہے۔ شیعہ حضرات کو اس سے اور کیا چاہیے جبکہ ان کی کتابوں میں چار صاحبزادیوں کی تصریح موجود ہے۔

☆ حاشیہ شیخ عباس قمی بر منتہی الآمال، جلد اول، صفحہ ۷۹ میں ہے کہ

تزویج زینب به ابی العاص پیش از بعثت و حرام شدن دختر به کافران بود و از زینب امامه دختر ابی العاص به وجود آمد و حضرت امیر المؤمنین علیه السّلام بعد از فاطمه علیها السّلام به مقتضای وصیّت آن مخدره او را تزویج فرمود و نقل شده که ابوالعاص در جنگ بدر اسیر شد و زینب قلاده ای که حضرت خدیجه به او داده بود به نزد حضرت رسول صلی اللّه علیه و آله فرستاد برای (فدای) شوهر خود چون حضرت نظرش بر قلاده افتاد خدیجه را یاد نمود و رقّت کرد و از صحابه طلب نمود که (فدای) او را ببخشند و ابوالعاص را بی فدا رها کنند؛ صحابه چنین کردند . حضرت از ابی العاص شرط گرفت که چون به مکّه برگردد زینب را به خدمت آن حضرت فرستد او به شرط خود وفا نمود

زینب را فرستاد بعد از آن خود بہ مدینہ آمد و مسلمان شد . و زینب در مدینہ سال ہفتم و بہ قولی در سال ہشتم ہجرت بہ رحمت ایزدی واصل شد۔

ترجمہ: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ابو العاص کے ساتھ اظہارِ نبوت سے پہلے ہوا، یہ اس وقت ہے جبکہ کافروں سے حرمت نکاح کرنے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ بی بی زینب سے ایک لڑکی امامہ نامی پیدا ہوئی جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نکاح کیا جبکہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوگیا اور یہ نکاح بھی بی بی فاطمہ کی وصیت پر ہوا تھا اور منقول ہے کہ ابو العاص جنگ بدر میں قیدی ہوا تو بی بی زینب نے اپنی والدہ بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار جو انہیں ان کی والدہ نے عنایت فرمایا تھا، فدیہ کے طور پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہار کو دیکھ کر رو دیا کیونکہ ہار کو دیکھنے سے آپ کو خدیجہ یاد آ گئیں آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ ابو العاص کا فدیہ معاف کر دو اور ابو العاص کو بغیر فدیہ کے چھوڑ دو صحابہ کرام نے کہا کہ درست ہے، آپ نے ابو العاص سے صرف ایک شرط لگائی کہ واپس مکہ پہنچتے ہی میری لخت جگر زینب کو یہاں مدینہ بھیج دینا چنانچہ ابو العاص نے شرط کو پورا کیا کہ جاتے ہی بی بی زینب کو مدینہ بھیج دیا۔ بعد ازاں خود مدینہ پہنچ کر مسلمان ہوگیا، حضرت زینب کا مدینہ طیبہ میں ۷ ہجری یا ۸ ہجری کو وصال ہوا۔

شیخ عباس قمی کے قلم نے شیعہ کو دعوت دی کہ ذاکروں اور مرثیہ خوان واعظوں کے کہنے نہ مانو ان کے کہنے پر بیڑا غرق ہوجائے گا کیونکہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل دُکھتا ہے جبکہ ان کی صاحبزادیوں کا باپ دوسرے کو بنایا جائے جیسے آج کل کا معمولی شیعہ کب گوارا کرسکتا ہے کہ اس کی لڑکی کے متعلق کہا جائے کہ یہ لڑکی فلاں شیعہ صاحب کی نہیں بلکہ یہ تو کسی دوسرے کی ہے، یہ جملہ کہہ کے دیکھئے پھر یا تو جان نہ ہوگی یا جیل کا منہ

دیکھنا پڑے گا، اسی طرح کل قیامت میں میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رب کب گوارا کرسکتا ہے جبکہ اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں کو دوسرے کے نام مانا جائے پھر وہ غیور رب گدی سے پکڑ کر جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں دبا دے گا جہاں پھر کوئی پوچھنے والا بھی کوئی نہ ہوگا۔

☆رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ را فرمودا ے حمیرا کہ خدا برکت میدہد در ہر زنے کہ شوہر را بسیار دوست وارد و بسیار فرزند آورد و خدیجہ خدا او را رحمت کند از من طاہر ومطہر بہم رسید کہ او عبداللہ بود و قاسم را بر آوردہ و فاطمہ ورقیہ وزینب وام کلثوم از و بہم رسید۔ (حیات القلوب قلمی، جلد۲، صفحہ۱۶۲)

یعنی رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہ کو فرمایا کہ خدا خدیجہ پر رحمت کرے کہ اس کے شکم سے مجھے دو بیٹے اور چار بیٹیاں حاصل ہوئیں۔ عبداللہ، قاسم، فاطمہ، رقیہ، زینب، ام کلثوم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

☆مشہور آنست کہ دختران آنحضرت چہار نفر بودند وہمہ از حضرت خدیجہ بوجود آمدند اول زینب وحضرت پیش از بعثت وحرام شدن دختر بکافران دادن او را با ابوالعاص بن ربیع تزویج نمود وامامہ دختر ابوالعاص از و بوجود آمد وحضرت امیر المومنین بعد از فاطمہ بمقتضائے وصیت آنحضرت امامہ را بنکاح خود در آورد ابوالعاص در جنگ بدر اسیر شد وزینب قلاں کہ حضرت خدیجہ باو دادہ بود نزد حضرت فرستادہ، برائے فدائے شوہر خود چوں حضرت را نظر بآں قلاوہ فتاد خدیجہ را یاد نمود ورقت کرد از صحابہ طلب نمود کہ فدائے او را ابخشند و ابوالعاص را بے فدائے رہا کنند، صحابہ چنیں کردند وحضرت از ابوالعاص شرط گرفت کہ چوں بمکہ برگردد زینب را بخدمت فرستد واو بہ شرط خود وفا نمود زینب را فرستاد، بعد ازاں خود بمدینہ آمد ومسلمان شد، چنانچہ مجملا قصر او سابقہ مذکور شد، وزینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت وبروایتے در سال ہشتم

برحمت ایزدی واصل شد۔ (حیات القلوب، قلمی، صفحہ ۱۹۲)

مشہور ہے کہ حضور کی بیٹیاں چار تھیں اور سب خدیجہ سے تھیں اوّل زینب بعثت سے پہلے کفار سے نکاح کی حرمت سے قبل یہ ابوالعاص سے بیاہی گئیں اور ان سے امامہ نامی لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تھا۔ ابوالعاص جنگِ بدر میں اسیر ہوکر آئے تو بی بی زینب نے اپنے شوہر کے فدیئے میں وہ ہار حضور کی خدمت میں بھیج دیا جو ان کو ان کی والدہ خدیجہ نے عطا کیا تھا، جب آپ نے اس ہار کو دیکھا تو حضرت خدیجہ یاد آ گئی اور آپ پر رقت طاری ہوگئی آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ ابوالعاص کو فدیہ معاف کر کے مفت رہا کر دیں چنانچہ صحابہ نے ایسا ہی کیا آپ نے ابوالعاص سے یہ شرط مقرر کی کہ جب جائیں تو زینب کو مدینہ بھیج دیں چنانچہ اس نے اس شرط کو پورا کیا اور پھر خود بھی مدینہ حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے اور ۷ ہجری یا ۸ ہجری میں مدینہ شریف میں بی بی زینب نے وصال فرمایا۔

فائدہ ﴾ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حضرت زینب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی بھی جنہوں نے اپنے شوہر ابوالعاص کو اسیری سے چھڑانے کے لئے اپنے گلوبند بھیجا اور پھر وہ مسلمان ہوگئے اور زینب ۷ ہجری یا ۸ ہجری میں وفات پا گئیں، پھر حضرت رقیہ کی نسبت لکھا ہے کہ

درمدینہ عثمان او را تزویج نمود و عبداللہ بوجود آمد و در کودکی مرد و رقیہ در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد در ہنگامے کہ جنگ بدر اوو داد۔ (حیات القلوب، صفحہ ۵۸۹)

یعنی بنت رسول رقیہ سے حضرت عثمان کا نکاح ہوا جس سے بیٹا عبداللہ بن عثمان پیدا ہوئے جو لڑکپن میں فوت ہوئے اور رقیہ جنگِ بدر ۲ ہجری میں فوت ہوئیں۔ مہاجرین حبشہ کے

ناموں میں سرفہرست لکھا ہے

از جملہ آنہا عثمان بود و رقیہ دختر رسول کہ زن او بود۔ (حیات القلوب، قلمی، صفحہ ۵۱۶)

یعنی حضرت عثمان کے ساتھ ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول نے ہجرت کی۔

☆ شرح نہج البلاغت مترجم مولوی مفتی جعفر حسین مطبوعہ لاہور جلد دوم، صفحہ ۱۰۳

جب امیر المومنین کے پاس لوگ جمع ہو کر آئے اور حضرت عثمان کے متعلق جو باتیں انہیں معلوم ہوئی تھیں ان کا گلہ کیا اور چاہا کہ حضرت علی ان کی طرف سے اُن (یعنی عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بات چیت کریں اور لوگوں کو رضامند کرنے کا ان سے مطالبہ کریں چنانچہ آپ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تشریف لے گئے اور ان (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہا کہ لوگ میرے پیچھے ہیں اور مجھے اس مقصد سے تمہارے پاس لائے ہیں کہ میں تمہارے اور کے قضیوں کو نپٹاؤں، خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں تم سے کیا کہوں جب کہ میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جس سے تم بے خبر ہو اور نہ کوئی ایسی چیز بتانے والا ہوں کہ جس کا تمہیں علم نہ ہو جو تم جانتے ہو وہ ہم جانتے ہیں کہ تم سے پہلے ہمیں کسی چیز کی خبر تھی کہ تمہیں بتائیں اور نہ علیحدگی میں کچھ سنا ہے کہ تم تک پہنچائیں جیسے ہم نے دیکھا ویسے تم نے بھی دیکھا اور جس طرح ہم نے سنا تم نے بھی سنا، جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے تم بھی رہے اور حق پر عمل پیرا ہونے کی ذمہ داری ابن ابو قحافہ (یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ابن خطاب (یعنی فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر اس سے زیادہ نہ تھی جتنی کہ تم پر ہونا چاہیے اور تم تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خاندانی قرابت کی بنا پر ان دونوں سے قریب تر ہو اور ان (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی دامادی بھی تمہیں حاصل ہے جو انہیں حاصل نہ تھی۔

تنبیہ ﴾ مفتی صاحب نے آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ کر جو یقیناً سیاہ رنگ کی ہوگی خطبہ نہج

البلاغت کا ترجمہ پیش کیا ہے لیکن پھر بھی شانِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزِ روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ مذکورہ خطبہ جس میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامادِ مصطفیٰ ہونے کے علاوہ آپ کی شانِ روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے

☆ زادالمعاد مطبوعہ تہران، مصنفہ ملاں باقر مجلسی، صفحہ ۱۶۵

اللھم صل علی القاسم و الطاھر النبی بیتک، اللھم صل علی رقیه بنت نبیک، والعن من ازی نبیک فیھا، اللھم صل علی ام کلثوم بنت نبیک والعن من اذی نبیک فیھا۔

ترجمہ: یا اللہ رحمت بھیج قاسم اور طاہر پر جو تیرے نبی کے بیٹے ہیں یا اللہ رحمت بھیج اپنے نبی کی بیٹی رقیہ پر اور لعنت بھیج اس پر جو تیرے نبی کو اس کے سبب اذیت دے، یا اللہ رحمت بھیج اپنے نبی کی بیٹی ام کلثوم پر اور لعنت بھیج اس پر جو تیرے نبی کو اس کے سبب اذیت دے۔

☆ یہی ملاں باقر مجلسی حیات القلوب صفحہ ۵۸۹ میں لکھتا ہے

جمعے از علمائے خاصہ و عامہ را اعتقاد آنست کہ رقیہ و ام کلثوم دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر کہ پیش از حضرت داشتہ و حضرت ایشاں را تربیت و کردہ بود و دختر آنحضرت نہ بودند و بعضے گفتہ اند کہ دخترانِ ہالا خواہر خدیجہ بودند و بر نفی ایں دو قول روایات معتبرہ دلالت میکند

یعنی یہ بات غلط ہے کہ رقیہ و ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں نہیں تھیں۔

☆ پھر ملا باقر مجلسی اسی سلسلے میں لکھتے ہیں

مخالفاں بر شیعہ شبہ می کنند کہ اگر عثمان مسلمان نمی بود حضرت رسول دو دختر خود را باو تزویج نمی نمود ایں شبہ باطل است بچند وجہ۔

یعنی شیعوں پر مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ اگر عثمان مسلمان نہیں تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اپنی بیٹیاں کیوں بیاہ دیں، اس کے جواب میں ملا صاحب فرماتے ہیں

الف۔ ممکن ہے کہ یہ نکاح کافروں سے نکاح کرنے کی حرمت سے پہلے ہوئے ہوں جیسا کہ ابو العاص سے زینب کا نکاح ہوا یا ابولہب کے بیٹوں سے رقیہ اور ام کلثوم کا جنہوں نے زفاف سے پہلے طلاق دے دی۔

ب۔ عثمان سے مسلمان ہونے کی حالت میں رسول اللہ کا اپنی بیٹیاں بیاہنا منافات نہیں رکھتا کیونکہ نعوذ باللہ وہ کافر و مرتد تو حضرت علی کی بیعت سے انکار کرنے سے ہوئے۔ (شیعہ صاحبان فرمائیں کہ کیا کسی مسلمان کو بھی کافر و مرتد کہہ سکتے ہیں)

ج۔ ملا صاحب پھر کہتے ہیں کہ حق بات تو یہ ہے کہ وہ (عثمان) منافقوں میں داخل تھے اور خوف و طمع سے بظاہر مسلمان اور بباطن کافر تھے اور آنحضرت (صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم) نے ظاہر پر حکم اسلام جاری کیا تھا مثلاً طہارات، مناکحت، میراث وغیرہ ہیں لہٰذا عثمان کو بیٹی دی تو اس لئے کہ وہ بظاہر مسلمانوں میں شامل تھے۔ اس سے یہ دلیل نہیں بن سکتی کہ وہ باطن میں کافر نہیں تھے۔ آنحضرت کا ان لوگوں سے رشتہ مناکحت پیدا کرنا، بیٹیاں دینا اور لینا، دین اسلام کی ترویج اور اعلاء کلمۂ حق کے لئے تھا اور اس میں بہت سی مصلحتیں تھیں اگر آپ ان کا نفاق ظاہر کرتے اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول نہ کرتے تو آپ کے تابع چند ضعیف و کمزور لوگ ہی رہ جاتے جیسا کہ حضرت علی کے ساتھ صرف تین چار ہی رہ گئے تھے۔ (حیات القلوب قلمی، صفحہ ۹۳۶)

ناظرین نے ملا باقر مجلسی کے اس استدلال سے سمجھ لیا ہوگا کہ یہ لوگ مفادِ نکاح کو نقصان پہنچانے کے لئے کس قدم کی بودی دلیلیں پیش کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں کہ آپ کافروں اور منافقوں سے مداہنت کرتے اور اپنی

بیٹیوں کے رشتے کر دیتے تھے۔ حضرت عثمان تو غنی مشہور ہیں انہیں کیا طمع تھی اور کس کا خوف تھا وہ بڑے زبردست قریشی خاندان بنی امیہ کے فرد تھے بقول شیعہ حضرات علی جیسے بے یارومددگار اور نادار نہ تھے کہ کسی لالچ یا خوف سے مسلمان ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے اولوالعزم اور مخلص پیغمبر کو جن کا محافظ اللہ تھا معاذ اللہ مداہنت کرنے کی کیا ضرورت تھی اور کیا مجبوری تھی کہ کافروں اور منافقوں کو لڑکیاں دیتے اور ان کی بیٹیوں کو اہل بیت بناتے۔

ناظرین ۞ یہ سن کر بھی تعجب کریں گے کہ حسبِ روایت مجلسی صفحہ ۹۴۷ وصفحہ ۹۴۸ حیات القلوب قلمی حضرت عثمان کی سفارش پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے چچا مغیرہ بن ابوالعاص کو قتل سے امان دے دی تھی اس شرط پر کہ وہ تین دن کے بعد مدینہ سے نکل جائے مگر حضرت عثمان نے اسے اپنے گھر چھپائے رکھا اور پھر خلافِ حکم رسول اسے سواری اور زادِ راہ دے کر رخصت کیا، نحوست یہ پڑی کہ سواری کا جانور مر گیا۔ پیدل چلا تو پاؤں زخمی ہو گئے اور گھٹنوں کے بل چلا تو وہ بھی شل ہو گئے۔ آخر ایک درخت کے نیچے مردہ سا پڑاہا۔ جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امر سے مطلع کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی وغیرہ کو بھیج کر اسے وہیں قتل کرا دیا۔ حضرت عثمان کو اس امر سے بڑا صدمہ ہوا خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی رقیہ اہلیہ عثمان نے اپنے والد بزرگوار کو ان مراعات کی اطلاع دی ہے لہٰذا مغلوب الغضب ہو کر بنت رسول کو اس قدر مارا کہ وہ اس صدمہ سے فوت ہو گئی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پھر آنحضرت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) عثمان سے قطع تعلق کر لیتے مگر آپ نے دوسری بیٹی ام کلثوم کا عثمان سے نکاح کر کے انہیں ذوالنورین بنا دیا۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ اس کی سند، تو کہو دیکھو ملا باقر مجلسی حیات القلوب قلمی صفحہ ۹۵۰ میں رقمطراز ہیں کہ

عیاشی روایت کردہ است کہ از حضرت صادق پرسیدند کہ آیا حضرت رسول خدا دختر خود با عثمان علیہ...... (لعنتی تبرا) دار حضرت فرمود بلے بلے راوی گفت کہ چوں دختر آنحضرت رقیہ را شہید کرد باز دختر دیگر باو اداد فرمود کہ بلے۔

یعنی بقول جعفر صادق آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رقیہ کے قاتل داماد (عثمان) کو دوسری بیٹی ام کلثوم نکاح میں دے دی۔ سائل نے پوچھا کیوں، فرمایا اسی پر تو آیت "ولا تحسبن الذین کفروا الخ" نازل ہوئی کہ جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ گمان نہ کریں کہ ہم جو انہیں ڈھیل دے رہے ہیں وہ ان کے لئے مفید ہے بلکہ ہم اس لئے مہلت دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ گناہ کریں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ناظرین دیکھا آپ نے کہ ملا باقر مجلسی نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں اور ان کے ذی شان شوہروں کا بھی ذکر کیا مگر ساتھ ہی یہ بہتان بھی تراش لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (معاذ اللہ) ایسے روادار تھے کہ کافروں اور منافقوں کو (کسی غرض کے لئے سہی) بے تامل بیٹیاں دے دیا کرتے تھے اور اور ان کو بھی جنہوں نے ایک بیٹی قتل کر دی ہو کس لئے تا کہ نبی پاک کے مقدس دامادوں کو جہنم کی بھڑکتی آگ میں جھونک دیں، افسوس کس قدر حملہ نبی رحمۃ للعالمین کی ذات پر۔ کیا عوام اب بھی یقین نہیں کریں گے کہ ابن سبا یہودی نے اسلام اور خدمت گارانِ اسلام کی مخالفت میں کتنی چالاکی کہ کسی کو ظالم بنا کر کوسا اور کسی کو مظلوم بنا کر۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

☆ در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ را با حضرت امیر المومنین تزویج نمود و تزویج کرد با ابو العاص بن ربیعہ کہ از بنی امیہ بود زینب را و بعثمان بن عفان ام

کلثوم را و پیش زانکہ بخانہ آں برود برحمت الٰہی واصل شد بعد از او حضرت رقیہ را باو تزویج نمود۔ (حیات القلوب، جلد۲، صفحہ ۵۸۸)

یعنی قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا کی اولاد خدیجہ سے طاہر و قاسم و فاطمہ الزہرا، ام کلثوم، رقیہ، زینب پیدا ہوئی، حضرت فاطمہ الزہرا کا نکاح آپ نے علی سے فرمایا اور ابوالعاص بن ربیعہ جو بنی امیہ سے تھے ان سے سیّدہ زینب کا نکاح ہوا اور حضرت عثمان سے سیّدہ اُم کلثوم کا اور اس سے کہ اُم کلثوم آپ کے گھر جائیں، وفات پاگئیں۔ ان کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدہ رقیہ سے آپ کا عقد فرمایا۔

فائدہ﴾ ان تمام عبارات ملا مجلسی سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں جب شیعوں کے اتنے بڑے محقق کو یہ تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہ تھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں چار تھیں تو آج کل کے کم علم جاہل متعصب ذاکروں کا حقیقت سے انکار کیا وقعت رکھتا ہے۔ علامہ مجلسی نے یہ تو مان لیا کہ سیّدات رقیہ، ام کلثوم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی بیٹیاں تھیں مگر یہ کہتے نہ شرمائے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن سے ان کی شادی کی وہ معاذ اللہ باطن میں کافر تھے۔ شیعوں کے نزدیک مومن تو وہ ہے جو تقیہ کا لبادہ اوڑھ کر پڑا رہے اور اسلام کی اشاعت اور سربلندی کے لئے کوشش کرنا ایمانداری کے خلاف سمجھے۔ اگر ایمان کی یہی شان ہوتی تو آج بیرون عرب (ایشیا اور یورپ وغیرہ) میں اسلام کا کوئی نام لیوا نظر نہ آتا اور مسلمان ہر جگہ مقہور و مخذول ہوتے۔ یہ انہی سچے ایماندار مجاہدوں کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے کہ ایران و ہندوستان کے شیعہ بھی کلمہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پڑھتے ہیں ورنہ وہ اُدھر آگ پوجتے اور یہ ادھر اصنام پرستی کرتے نظر آتے۔

چیلنج ﴾ کتابِ ہذا کا ایک حوالہ بھی غلط ثابت کرنے والے یکصد (۱۰۰) روپیہ انعام دیا جائے گا جتنے حوالے غلط ثابت کرے فی حوالہ یک صد (۱۰۰) انعام حاصل کرے۔

خلاصۃ المرام ﴾ شیعہ سنی عبارات سے ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اور وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی صلبی تھیں پروردہ لڑکیاں ان کے علاوہ تھیں۔ ان کی شادیاں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اختیار اور بحکمِ ربِ غفار صحابہ کرام سے کیں تھیں۔

لطیفہ ﴾ روایاتِ مذکورہ کا جواب ذاکر اور مرثیہ خوان مبلغ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ روایات کو ضعیف کہہ دینا دراصل انہوں نے خارجیوں، وہابیوں، دیوبندیوں سے سیکھا ہے ورنہ حقیقت ہے کہ جن روایات کو ہم نے نقل کیا ہے۔ یہ امام مہدی کی بھی تصدیق شدہ ہیں۔ اس لئے کافی کے متعلق امام موصوف نے فرمایا ”ھذا کافی لشیعنا“ یہ کتاب ہمارے شیعوں کو کافی ہے۔

﴾ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دامادوں کا شجرہ نسب ﴿

نقشہ بنانا ہے جو کہ آخر میں بناؤں گا

اس نقشہ سے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رشتہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوگیا۔ شیعہ کی بدنصیبی سمجھو یا کورچشمی کہ اتنے قرب کے باوجود یہ لوگ ان حضرات کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مخالف اور دشمن مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ آمین

بہترین نکتہ فقیر غفرلہ ناظرین کو یہ راز بتانا چاہتا ہے کہ شیعہ حضرات فاطمہ کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر صاجبزادیوں کا انکار کیوں کرتے ہیں، اگر یہ لوگ اقرار کرلیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن کے ساتھ ان کی شادیاں کی ہیں جیسا کہ حوالہ

جات سے ثابت ہو چکا ہے ان کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دامادِ نبی ماننا پڑے گا، اگر دامادِ مصطفیٰ تسلیم کر لیں تو ان کی شان میں گستاخیاں کرنے سے رُکنا پڑے گا، ان پر درود وسلام پڑھنا اور عزت واحترام کرنا پڑے گا تو پھر شیعہ مذہب جس کی بنیادیں تقیہ اور متعہ پر رکھی گئی ہیں منہدم ہو کر پاش پاش ہو جائیں گی اور پردہ چاک ہو جائے گا۔

انعام ﴾ دس ہزار روپے نقد انعام اس شیعہ مجتہد ذاکر اور مبلغ اعظم کو دیا جائے گا جو مذکورہ شیعہ کتب کے حوالہ جات غلط ثابت کر کے اپنی کسی مستند اور معتبر کتاب سے بارہ اماموں میں کسی ایک امام سے ایک حدیث صریح ونصِ جلی مندرجہ ذیل عبارات کی صورت میں پیش کر دے۔

(۱) کسی معتبر کتاب میں مستند حوالہ اور معتبر روایت کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ سوائے فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میری کوئی بیٹی نہیں۔

(۲) کسی معتبر کتاب میں مستند حوالہ اور معتبر روایت کے ساتھ جناب ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ فرمایا ہو کہ سوائے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے میری ہاں حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بیٹی پیدا نہیں ہوئی۔

(۳) کسی معتبر کتاب میں مستند حوالہ اور معتبر روایت کے ساتھ جنابِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ فرمایا ہو کہ میں اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی ہوں، میری دیگر اور کوئی ہمشیرہ نہیں ہے۔

﴿خاتمہ﴾

سوال ﴾ بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلے شوہر سے چند لڑکیاں تھیں چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ عرب کے رواج کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش پر وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لڑکیاں مشہور ہوئیں ورنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کی صلبی صاحبزادی صرف ایک تھی۔

جواب﴾ ہم نے نہایت تحقیق سے قرآن وحدیث اور سنی وشیعہ روایات سے ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں چار تھیں اور پروردہ لڑکیاں ان کے علاوہ تھیں چنانچہ تفصیل کے ساتھ گذشتہ اوراق میں بیان ہوا۔ پھر قرآن پاک کی آیت بھی اس غلط تخیل کے منافی ہے کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن شریف فصیح ترین عربی زبان میں نازل ہوا۔ عربی میں ایک بیٹی کے لئے لفظ ''بنت'' آیا ہے، دو کے لئے ''بنتان'' اور دو سے زیادہ کے لئے ''بنات'' اور بیویوں کی پہلے شوہر سے بیٹیوں کے لئے ''ربائب'' اور عام عورتوں اور بیویوں کے لئے ''نساء'' جیسا کہ قرآنِ پاک میں محرمات (یعنی جن عورتوں سے نکاح حرام ہے) کے بیان میں فرمایا گیا ہے کہ ''حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنَاتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ الآية'' یعنی حرام ہیں تم پر تمہاری بیٹیاں اور تمہاری جوروؤں کی بیٹیاں جو کہ دوسرے شوہروں سے ہیں۔ (شیعی تفسیر عمدۃ البیان، صفحہ ۲۲۵)

اور قرآن میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو سے زیادہ بیٹیاں تھیں اور یہ ذکر صاف لفظوں میں پردہ کے حکم میں ہے، ارشاد ہوتا ہے ''يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ'' یعنی یا نبی کہہ دو اپنی بیویوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مومنوں کی عورتوں کو کہ اپنے اوپر اپنی چادر ڈال لیا کریں، خدائے عالم الغیب کے علم میں تھا کہ اگر صرف یہ حکم دیا جاتا کہ ''یایھا النبی قل نساء المومنین یا مومنات'' تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں بھی آسکتی تھیں، ازواج بھی اور عام مسلمان عورتیں بھی مگر یہ بھی اس کے علم میں تھا کہ ایک وقت

آئے گا کہ دشمنانِ صحابہ خاص کر حضرت عثمان دامادِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بیر رکھنے والے لوگ کہہ دیں گے کہ قرآن میں کہیں نہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ بیٹیاں تھیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ہر صنف کو الگ الگ واضح طور پر بیان کر دیا تاکہ منکرین کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔

فائدہ﴾ ویسے شیعوں کی معتبر تفاسیر میں بھی ربیبہ سوتیلی لڑکی کی اصطلاح یونہی ہے چنانچہ تفسیر مجمع البیان مؤلفہ ابی علی طبرسی، مطبوعہ طہران، جلد۳، صفحہ۲۷ میں ہے

"الربائب جمع ربیبه وھی بنت زوجة الرجل من عتوه سمیت بذلک لتربیته ایاھا فھی بمعنی مربوبه الخ"

اور تفسیر عمدۃ البیان، جلد۱ صفحہ۲۲۵ میں ہے "وربائبکم الخ" اور گلڑیں تمہاری بیچ گودیوں تمہارے کی ہیں کہ تم ان کی پرورش کرتے ہو اور ربائب جمع ربیبہ کی ہے اور ربیبہ اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اس کی ماں کا دوسرا شوہر اس کی پرورش کرتا ہے یعنی تمہاری جورو کی بیٹیاں جو کہ دوسرے شوہروں سے ہیں۔

جواب نمبر۲﴾ قرآنِ حکیم کا حکم ہے "اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ" اولاد کو ان کے آباء سے منسوب کر کے پکارو، اللہ تعالیٰ کے یہاں یہی احسن طریقہ ہے۔ اگر وہ صاحبزادیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں تھیں تو پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بیٹیاں کہہ کر کیا قرآن پاک کے صریح خلاف فرمایا (معاذ اللہ) ہم تو یہ بات ماننے کہنے تک گوارا نہیں کرتے البتہ شیعہ پارٹی وہابیوں کی طرح ایسے کہہ دیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔

جواب نمبر۳﴾ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی صاحبزادیوں کی تفصیل ہم نے شیعہ کتب سے ثابت کی ہیں، اب آپ کی پروردہ لڑکیوں کا ثبوت بھی شیعہ کی مستند کتب سے

لیجئے

شیخ طبرسی و دیگران روایت کردہ اند کہ: اول زنی کہ آنحضرت تزویج نمود خدیجہ دختر خویلد بود، در وقتی کہ آنحضرت اورا تزویج نمود بیست و پنج سال داشت، و پیش از آنکہ حضرت اورا تزویج نماید عتیق بن عایذ مخزومی اورا تزویج کردہ بود و از او دختری بھم رسانید، و بعد از او ابو ہالہ اسدی اورا تزویج کرد و ہند بن ابی ہالہ از او بھم رسانید، پس رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم اورا خواستگاری نمود و

شیخ طبرسی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ پہلی بیوی جو حضور نے تزویج کی وہ حضرت خدیجہ بنت خویلد تھی اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی، حضور سے پہلے وہ عتیق بن عائذ مخزومی کی زوجیت میں تھیں، اس سے خدیجہ کی ایک لڑکی تھی پھر اس نے ابو ہالہ رسدی سے نکاح کیا تھا اس سے بھی ہند نامی ایک بیٹا تھا، اس کے بعد حضور نے خدیجہ سے نکاح کیا اور اس کے بیٹے ہند کی تربیت کی۔

☆ یہی ملا حیات القلوب، جلد ۲، صفحہ ۹۵۶ میں لکھتے ہیں

پیش از آنحضرت زوجہ ابی سلمہ بن عبد الاسد بود و مادر ابو سلمہ برہ دختر عبد المطلب بود، و ام سلمہ از او زینب و عمر را بھم رسانید، و عمر در جنگ جمل در خدمت حضرت امیر المومنین بود و حضرت اورا والی بحرین گردانید۔

ام سلمہ آنحضرت کی تمام بیویوں کے بعد رحمت الٰہی سے واصل ہوئیں، وہ آنحضرت سے پہلے ابی سلمہ بن عبد الاسد کی زوجیت میں تھیں۔ ابو سلمہ کی والدہ عبد المطلب کی بیٹی برہ تھیں۔ ابو سلمہ سے ام سلمہ کے ایک لڑکی زینب اور ایک لڑکا پیدا ہوئے۔ عمر جنگِ جمل میں جنابِ امیر کی خدمت میں تھے، حضرت نے ان کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا۔

اس سے اور پہلی عبارت سے ثابت ہوا کہ پہلے شوہروں سے ایک بیٹی جس کا نام ملا صاحب

نے نہیں بتایا اور ایک بیٹا ہند نامی تھا جنہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش نصیب ہوئی اور اس عبارت سے دو اور پروردہ لڑکیوں کا علم ہوا یعنی زینب اور عمر، ان میں رقیہ اور ام کلثوم نام کی کوئی لڑکی نہیں (جبکہ شیعہ اپنی جہالت اور مطالعہ کی کمی سے کہہ دیتے ہیں کہ رقیہ اور ام کلثوم اور زینب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پروردہ تھیں، لڑکیاں نہیں تھیں یہ ایک دھوکہ اور فریب ہے اور بے تحقیق بات ہے) زینب نام کی ایک لڑکی ضرور ہے لیکن وہ پروردہ لڑکی ہے ''بنات'' میں جو بی بی زینب ہے وہ حقیقی لڑکی ہے جس کے ثبوت میں فقیر نے کافی عبارات تحریر کی ہیں۔

سوال﴾ چونکہ سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شانِ مقدس اتنی بلند تھی کہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار صرف آپ کو ہی بتایا گیا ہے فلہذا بنات بصیغہ جمع حضرت فاطمہ کی تعظیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے (شیعہ مشن لاہور کا رسالہ النظر ایسی ہی لغو توجیہات کا حامل ہے)

جواب﴾ عقل سے کام لو کیا اللہ تعالیٰ کو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تعظیم سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی منظور تھی کہ آپ کو تو صیغہ واحد نبی سے نہ کہ انبیاء سے مخاطب کیا اور آپ کی بیٹی کے لئے اور وہ بھی بلا اظہار نام جمع کا صیغہ استعمال فرمایا حالانکہ وقتِ حکم پردہ جو ۵ ہجری میں نازل ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سب بیٹیاں زندہ موجود تھیں، علاوہ ازیں منکرین اب تک بتانے سے قاصر ہیں کہ ازواج سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کون سی زوجہ مراد ہے اور نساء سے کس مومن کی بیوی، اگر وہ اٹکل پچو سے کسی کا نام لے دیں تو پھر اس اعتراض کا کیا جواب دیں گے کہ کیا یہ حکم پردہ دنیا میں صرف تین عورتوں کے لئے آیا تھا اور باقی کروڑ ہا مسلمان عورتیں آزاد ہیں کہ وہ بے پردہ پھریں۔

سوال﴾ بنات النبی میں حضور کی نواسیاں مراد ہیں کیونکہ جس طرح ابناء میں پوتے اور

پوتیاں ہوتے ہیں اسی طرح بنات میں نواسیاں شامل ہیں نہ کہ آپ کی زیادہ لڑکیاں۔

جواب ﴾ جہالت تو دیکھو ۵ ہجری میں نواسی یا تو کوئی نہ تھی اگر بفرضِ محال تھی تو بوجہ صغر سنی پردہ کے حکم میں نہیں تھی شیعہ یا تو علم تاریخ سے جاہل ہیں یا فریب کاری سے کام لیتے ہیں۔

سوال ﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے نجران واقع یمن کے تین پادری (بقول ملا باقر مجلسی عاقب عبدالمسیح ابوحارثہ، حیات القلوب صفحہ ۵۰۰) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مناظرہ کے لئے حاضر ہوئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح انسان نہیں مانتے تو آؤ ہم دونوں فریق اپنے بیٹوں، عورتوں اور اپنی جانوں کو پیش کریں پھر خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جھوٹوں پر لعنت ہو۔ اس مباہلہ سے اگرچہ عیسائی لوگ گریزاں ہوئے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حسنین کریمین، فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مباہلہ کے لئے لائے، اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور صاحبزادیاں ہوتیں تو انہیں بھی مباہلہ کے لئے لاتے۔

جواب ﴾ یہ سوال مبنی بر جہالت از تاریخ ہے جیسا کہ ہم نے دیباچہ میں لکھا ہے غور کریں گے تو واضح ہو جائے گا اس لئے کہ یہ مباہلہ بقول ''جامع عباسی، معتبر کتاب شیعہ مذہب صفحہ ۵۸'' ذوالحج دس ہجری میں ہوا۔ بر تقدیر تسلیم شیعہ سے ہم پوچھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی جو اس وقت زندہ تھے نہیں لائے تھے کیا اس نہ لانے کے سبب ان کو اولادِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خارج سمجھنا چاہیے مگر یہ توجیہہ تو ہم اس وقت پیش کریں جب ان تینوں بنات النبی کا دس ہجری میں موجود ہونا شیعہ ثابت فرمائیں، حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ سے سوا برس پہلے ان تینوں میں سے کوئی صاحبزادی بھی زندہ نہ تھی سب اللہ کو پیاری ہو چکی تھیں۔ یہ بھی منکرینِ بنات

النبی کا ایک فریب ہے جس کا ازالہ ضروری ہوا۔

سوال﴾ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اور صاحبزادیاں تھیں تو مشہور کیوں نہ ہوئیں؟

جواب﴾ یہ بھی جاہلانہ سوال ہے عدم شہرت شے کے نہ ہونے کی دلیل نہیں مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بہت مشہور ہیں حالانکہ ان کے اور تین بھائی بھی تھے جنہیں عوام نہیں مانتے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اور بھائی بھی تھے لیکن وہ غیر معروف ہیں، ان صاحبزادیوں کی عدم شہرت اسلامی شان وشوکت سے پہلے وصال کرنے کی وجہ سے ہے اور پھر ان کا درجہ بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کم سہی لیکن یہ بھی کوئی مضر نہیں جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دوسرے بھائیوں سے افضل ہیں۔

یہ سوالات فقیر کے سامنے آئے اگر کسی صاحب کو اور اعتراض معلوم ہوں وہ فقیر کو لکھیں، فقیر اپنی استعداد کے مطابق جواب دے گا، ہدایت اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے، فقیر کا سمجھانا کام تھا سمجھا دیا۔ اللہ تعالیٰ بطفیلِ حبیب نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہدایت نصیب فرمالے۔ آمین

خلاصۃ المرام﴾ فقیر نے قرآنی آیات اور اہلسنّت کی کتابوں اور شیعہ کی کتب سے ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں جو ان چاروں میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرگیا وہ جہنم میں داخلے کا سرٹیفیکیٹ لے رہا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ کا باغی ہے اور باغی کی سزا جہنم۔

چیلنج﴾ کوئی شیعہ مجتہد یا ذاکر، مبلغ، مرثیہ خوان، واعظ سنی اور اپنی کتابوں میں سے صرف ایک حوالہ لکھ کر بھیج دے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں نہیں تھیں تو ایک ایک حوالہ کے ساتھ ساتھ ایک سو روپیہ انعام حاصل فرمائیے، بشرطیکہ حوالہ معتبر کتاب کا ہو۔

دعوتِ حق اے شیعہ حضرات ذاکر اور مرثیہ خوان واعظ تمہیں غلط راستہ پر لگا رہے ہیں، اپنی تو پیٹ کی پوجا میں بیڑا غرق کر رہے ہیں کہیں تمہیں نہ لے ڈوبیں فلہٰذا سمجھ لو اور ابھی سمجھ لو ورنہ پچھتاؤ گے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العلمین

وصلی اللہ علی حبیبہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

۲۳ ذوالحج ۱۳۸۹ھ، ۳ بجے شب منگل اور نظر ثانی ۲۰ ربیع الاول ۱۹۶۸ء خمیس قبل العشاء

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

تتمہ

رسالہ ہٰذا کی اشاعتِ اوّل کے بعد ایک دوست نے خط لکھا، اس کے جوابات میں جو کچھ لکھا گیا ہے چونکہ ہٰذا سے متعلق ہے اسی لئے اشاعتِ دوم میں درج کیا گیا تھا

786/92

مکرمی حضرت علامہ مفتی فیض احمد صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: عرض ہے کہ آپ کی کتاب القول المقبول فی بنات الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تاریخی مباہلہ کا تعین ۲۴ ذوالحجہ ۱۰ ہجری کرنے کے بعد لکھا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے فرزند ابراہیم کو بھی مباہلہ میں ساتھ نہ لائے تھے جو اس وقت زندہ تھے تو کیا اس نہ لانے کے سبب ان کو بھی اولادِ نبی سے خارج سمجھنا چاہیے؟

مکرمی اس سلسلہ میں ہمارے معروضات حسبِ ذیل ہیں، جواب باصواب نمبروار عنایت فرمایا جائے۔

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کے ۲۴ ذوالحجہ ۱۰ ہجری کو زندہ ہونے کا کیا ثبوت ہے؟

(۲) جبکہ یہ مسلمہ ہے کہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پاگئے اور اس دن سورجِ گرہن وقوع میں آیا، یہ بیان کیا جائے کہ تاریخ مباہلہ متذکرہ اور وفات حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مابین کس تاریخ کو سورج گہن ہوا؟

(۳) کیا تاریخ مباہلہ متذکرہ الصدر مابین شیعہ وسنی متفق علیہ ہے، اگر ہے تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب سے تاریخ مباہلہ کا ثبوت دیا جائے اگر نہیں تو اپنے مسلک سے تاریخ مباہلہ بیان کی جائے۔

(۴) ہمارے مسلک کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات کی تاریخ پر مفتیٰ بہ قول کیا ہے۔

حافظ محمد شریف بریلوی، جامع مسجد چوھر کلاں براستہ لالہ موسیٰ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

۱۱ مارچ ۱۹۷۲ء

نوٹ ☜ بمراد حصول جواب واپسی لفافہ ارسالِ خدمت ہے۔

786/92

حضرت المقدم الہمام الطریف مولانا الحافظ جیؒ محمد شریف صاحب مدظلہ

ہدیہ سلام مسنون، خیر وعافیت، مزاجِ اقدس

آپ کے سوالات کے بالترتیب جوابات حاضر ہیں

(۱، ۲) سیّدنا ابراہیم بن سید المرسلین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ولادت باسعادت آٹھ ہجری میں ہوئی اس پر محدثین کا اتفاق ہے چنانچہ امام محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواہب لدنیہ جلد ۳، صفحہ ۲۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں

وولد فی ذی الحجة سنة ثمان من الهجرة "، باتفاق كما فی الفتح و كذا فی السيرة الحلبية جلد۳، صفحہ ۳۹۳

ومدارج النبوۃ للشیخ المحقق رحمۃ اللہ تعالیٰ میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے آٹھ ہجری کی تصریحات بار بار بھی فرمائی ہے (جلد اول، صفحہ ۶۹۵، جلد ۲، صفحہ ۵۴۲، جلد اول، صفحہ ۳۷۷) اسی طرح ان کے وصال کے متعلق بھی دس ہجری کا اتفاق ہے چنانچہ شیخ الاسلام امام بدر الدین ابو محمود بن احمد المتوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۷، صفحہ ۶۴ پر تحریر فرماتے ہیں

مَاتَ إِبْرَاهِيم يَوْم الثُّلَاثَاء لعشر خلون من ربيع الأول سنة عشر

اس کے آگے چل کر لکھتے ہیں

وَذكر جُمْهُور أهل السّير أَنه مَاتَ فِي السّنة الْعَاشِرَة من الْهِجْرَة، قيل :فِي ربيع الأول، وَقيل :فِي رَمَضَان .وَقيل :فِي ذِي الْحجَّة، وَالْأَكْثَر على أَنَّهَا وَقعت فِي عَاشر الشَّهْر، وَقيل :فِي رابعه، وَقيل :فِي رَابِع عشره، وَلَا يَصح شَيْء مِنْهَا على قَول ذِي الْحجَّة لِأَن النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ إِذْ ذَاك بِمَكَّة فِي الْحَج، وَقد ثَبت أَنه شهد وَفَاته وَكَانَ بِالْمَدِينَةِ بِلَا خلاف فلعلها كَانَت فِي آخر الشَّهْر

غیر مقلد سلیمان نے جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی مشہور کتاب رحمۃ للعالمین جلد ۲، صفحہ ۱۰۸ میں لکھا ہے تاریخ وفات ۲۹ شوال ۱۰ ہجری ہے خواہ کچھ بھی ہو سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال دس ہجری بالتحقیق ہے اور جمہوری رائے کے مطابق ہے شہور و ایام کا اختلاف ہمارے مقصد کے منافی نہیں جبکہ ہم نے لکھا کہ مباہلہ کے وقت حضرت ابراہیم زندہ تھے کیونکہ مباہلہ کرنے والے عیسائی مذہب کا وفد نجران ۹ ہجری میں حاضر ہوا۔ چنانچہ

حضرت علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴، صفحہ ۳۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں "وَكَانَتْ قِصَّتُهُمْ سَنَةَ الْوُفُوْدِ سَنَةَ تِسْعٍ" اور یہی صحیح ہے۔

چنانچہ تاریخ اسلام کا مطالعہ رکھنے والے کو معلوم ہے کہ وفود کا سلسلہ اسی سن سے تیز تر ہوا اور اسی سن کے آخر میں وفد نجران کی حاضری ہوئی۔ شیعہ عباسی نے دس ہجری غلط لکھا ہے اور ہم تردید کرتے وقت اس کے درپے نہیں ہوئے اور نہ ہی مختصرات ان باتوں کی متحمل ہوتی ہے۔ ہم نے اپنی تحقیق کے مطابق الزامی اور تحقیقی جواب لکھا کہ مباہلہ کے وقت فرزند رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) زندہ تھے۔

(۳) مباہلہ کے بارے میں ہماری اہلسنّت کی کتابوں میں درج کیا گیا ہے تقریباً سیرت واحادیث کی شرح کی کتابوں میں موجود ہے

(۱) مدارج النبوۃ (۲) سیرتِ حلبیہ (۳) زرقانی (۴) مواہب لدنیہ وغیرہ اور شیعہ بھی نہ صرف مانتے ہیں بلکہ اسے بطورِ دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس کا ایک حوالہ تو "القول المقبول" میں ہے، دوسرا ابھی لیجئے

شیعہ پارٹی کا گوشہ نشین برکت علی شاہ وزیرآبادی نے "کلید مناظرہ" میں آیت "تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ" الخ لکھ کر تحریر کیا کہ "چنانچہ طرفین کے معاہدہ بموجب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ۲۴ ذوالحجہ کی صبح الخ" گوشہ نشین نے صرف تاریخ لکھی ہے سن نہیں لکھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے متعلق میں نے کہیں نہیں دیکھا، یاد نہیں البتہ ہمارے اسلاف واکابر مباہلہ کے متعلق متفق ہیں۔

(۴) حضرت ابراہیم بن رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے سن وفات کی تحقیق قول مفتیٰ بہ دس ہجری ہے۔ ہاں تاریخ ایام وشہور میں اختلاف ہے اس کے متعلق محققین نے کسی قول کو ترجیح نہیں دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ، سیرانی مسجد بہاولپور

۲۸ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ